

پندرہ روزہ

الشیعیت

گوجرانوالہ

زیر سرپرستی:

شیخ الحدیث مولانا محمد سعید فراز خاں صفدر دامت برکاتہم

زیر ادارت:

ابو عمار زاہد الرّاشدی

الشّریعۃ الکادی

مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

حدت امت کا داعی اور غلبہ اسلام کا عالم بدار

اور نگ زیب عالمگیر سے بہادر شاہ ظفر تک

اور نگ زیب عالمگیر کا فرزند معظم شاہ بہادر شاہ کے نام تخت پر بر اعتمان ہوا لیکن اس کی تخت نشینی، جلوہ افروزی، سلطنت مغلیہ کے زوال کا آغاز تھا۔ اس نے اپنے ہی بھائیوں سے کئی بار پنجہ آزمائی کی۔ اور چھ برس کے عرصہ میں عالم قافی سے کوچ کر گیا۔ اس کا جانشین جہاندار شاہ آپس کی خوزیر لڑائیوں کے بعد تخت نشین ہوا۔ خود اول درجے کا بد خصلت، نالائق انتہائی عیاش اور خود پسند تھا۔ اس کی سرکوبی کے لیے بہادر شاہ کا پوتہ فخر سیر اخلاق اس نے جہاندار شاہ کو شکست دی۔ جہاندار شاہ اپنی داشت لال کنور کے لباس میں قلعہ محلی سے روپوش ہونے کے لیے نکلا جو کہ فرار ہونے میں ناکام رہا۔ گرفتار ہوا۔ بعد ازاں اس کا کام تمام ہوا۔ فخر سیر نے اول مغل شزادوں کو یکے بعد دیگرے انداھا کیا۔ پھر نمایت بے درودی سے قتل کیا۔ لیکن مکافات عمل دیکھئے، سادات باراہہ نے آخر کار اس کی آنکھیں نکلاؤ دیں۔ اور اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ سادات باراہہ نے قلعہ محلی کے اقتدار پر قابض ہوتے ہی مغل شزادوں کو نچانا شروع کیا۔ سادات باراہہ ہی بادشاہ گرتھے۔ انہوں نے مدوق شزادے، رفع الددرجات کو جو تقریباً پندرہ برس کا تھا اور آٹھ بیگنات کا شوہر تھا۔ شاہی تخت پر بٹھا کر اس کی فرماز وائی تسلیم کی۔ وہ اپنی ماں کے پاس روتا رہا کہ میں ہرگز نہیں بچوں گا۔ وہ آخر کار اپنے انجام کو پہنچ گیا تو سادات نے شزادہ روش اختر کو اقتدار کا تاج و تخت نجھشا۔ وہ محمد شاہ رنگیلا تھا۔ اس کے عمد حکومت میں سادات باراہہ کا خاتمه ہو گیا۔ اسی دور میں نادر شاہ نے ۱۷۳۹ء میں ولی پر حملہ کیا اور ولی کی ایسٹ سے ایسٹ بجا دی۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا۔ ولی کی مملکت کیا تھی ایک میب مذاق تھا۔ رنگیلا کا سب سے اہم اور معروف کارنامہ یہ تھا کہ اس کے یاور پی خانہ کا خرچ تین کروڑ تھا۔ وہ ہر روز تین تین سو خوبصورت لڑکیاں اپنے سامنے پھوپھا کرتا تھا۔ اس کے دور حکومت میں مرہٹوں، سکھوں، روہیوں اور افغانوں کی بغاوتیں اپنے عروج کی انتہا کو پہنچیں۔ وہ لموں اعوب کی معراج پر رہا اور عیش و نشاط میں مشغول رہا۔ رنگیلا کے بعد اختر شاہ حکمران ہوا۔ لیکن اس کے چیزیں کمانڈر انجیف غازی الدین نے اس کی اور ملکہ کی آنکھیں نکلاؤ کر دونوں کو انداھا کر دیا۔ اس کی جگہ بہادر شاہ کا پوتا عالمگیر ہانی تخت نشین ہوا۔ اس نے ڈوموں اور ڈہاریوں اور کمینہ فطرت افراد کو درباری عمدوں پر فائز کیا۔ ایک کنجمن پر فریقتہ ہو گیا۔ اس کو ملکہ بنایا۔ غازی الدین نے اس کو بھی ۱۷۵۹ء میں قتل کر دیا۔ اس کا جانشین شاہ عالم کنجمن کے بطن سے تھا۔ اس نے انگریزوں سے پناہ لی اور بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی ۲۶ لاکھ سالانہ مالکراہی میں عطا کی۔ صرف پناہ لینے کے عوض کئی کروڑ کی دیوانی ۲۶ لاکھ روپے میں فروخت کی۔

اس کے عمد ۱۷۶۱ء میں احمد شاہ ابد الی نے حملہ کیا اور پانی پت کے میدان میں کامیابی کے بعد واپس لوٹ گیا۔ غلام قادر روپید نے اسی زمانے میں شاہی خاندان کی عورتوں کو بڑی طرح ذیل و خوار کیا اور انہیں قلعہ کے اندر نپھوپھا کر دیا۔ پھر شاہ عالم کی آنکھیں نکلاؤ دیں۔ لیکن اس کا بدلہ مہریہ سرواروں نے لیا اور اس کا سرتن سے جدا کر کے شاہ عالم کے پاس بھیجا۔ اوہر شاہ عالم کی عیاشی کا یہ حل تھا کہ اس نے انداھا ہو کر خواجہ سراوں کو خوبصورت لڑکیوں کی فراہمی کا حکم دے رکھا تھا۔ شاہ عالم ۱۸۰۶ء میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اوہر ایسٹ انڈیا کمپنی نے تمام اقتدار غصب کر رکھا تھا لیکن اپنی مصلحتوں کے باعث وہ بادشاہ کو بظاہر رکھنا چاہتی تھی۔ چنانچہ شاہ عالم کا جانشین اکبر شاہ بنایا گیا۔ پھر ۱۸۳۷ء میں بہادر شاہ ظفر تخت نشین ہوا۔ لیکن میں برسوں کے بعد منزول ہو کر مائٹے (بما) جلاوطن کر دیا گیا۔ یہ گویا بر عظیم ہندوستان میں مسلمانوں کی شاندار سلطنت اور اقتدار کا حرف آخر تھا۔

الشیعۃ کا دین

کا ترجمان

گوجرانوالہ

الشیعۃ کا دین

گوجرانوالہ

کا ترجمان

شمارہ ۲

۱۶ فروری ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۸ شوال المکرم ۱۴۱۸ھ

جلد ۱۰

فہرست مضمون

۳	رئیس التحریر	کلمہ حق
۵	مولانا محمد سرفراز خان صدر	خدائی قوانین
۶	مولانا صوفی عبد الحمید سواتی	اسلام کے خلاف پر اپیگنڈہ
۷	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	مغرب کاسب سے بڑا بخراں
۱۰	شکور ظاہری	امام بخاری
۱۱	مولانا زاہد الرashدی	اسلام میں سو شل و رک
۱۲	رئیس التحریر	سوئے منزل
۱۵	ادارہ	جرس کارواں
۱۷	رئیس التحریر	تعارف و تبصرہ
۱۸		قارئین کے خطوط

زمزمی

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صدر

حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی

رئیس النصری

ابو عمر زاہد الرashدی

مدرس

حافظ محمد عمار خان ناصر

مدرس مشتغی

عامر خان راشدی

نرم ادارہ

سالانہ ایک سو روپے
فی پرچہ پانچ روپے
بندوقی ممالک سے
وس امریکی ڈالر سالانہ

خطوٹکات کے لیے

مرکزی جامع مسجد
پوسٹ بکس 331 گوجرانوالہ
فون و فیکس 0431-219663
ای میل alsharia@paknet4.plc.pk
ویب ایڈریس http://www.ummah.net/al-sharia

زیرِ تمام اشمارات

آخری صفحہ دو ہزار روپے
اندر بندی صفحہ تائیں چھیل پندرہ سو روپے
اندر بندی صفحہ عالم بارہ سو روپے

کلمہ حق

رئیس التحریر

محترمہ بے نظری بھٹو! معاملات کو گذرنہ کریں

فائدہ حزب اختلاف محترم بے نظری بھٹو نے ایک حالیہ مضمون میں موجودہ حکومت کی پالیسیوں پر تقدیر کرتے ہوئے دیگر سائل کے ساتھ ساتھ ملاکنڈ ڈویژن میں نفاذ شریعت آڑی نہیں اور سی لبی نی پر دھنخڑ کے معاملات پر بھی بحث کی ہے۔ محترم کا موقف ہے کہ پاکستان کو سی لبی پر دھنخڑ کرنا چاہئیں بلکہ یہ کام بہت پسلے ہو جانا چاہیے تھا۔ جبکہ ہماری معلومات کے مطابق خود حکومت پاکستان نے بھی سی لبی نی پر دھنخڑ کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے اور اس کے لیے حالات کو سازگار بنانے پر کام کیا جا رہا ہے مگر وہی اور قوی نقطہ نظر سے یہ موقف درست نہیں ہے اور ہمارے نزدیک اس معاملہ میں حکومت اور اپوزیشن دونوں اسلام اور پاکستان کے معاملات کی تجسسی کرنے کی بجائے عالی استغفار کے ایجاد نے پر کام کر رہی ہیں کیونکہ سی لبی نی پر دھنخڑ کا اصولی مطلب ایسی پروگرام پر عالی اداروں کی مگرائی اور کنسولوں کو قبول کرنا ہے۔ وہ عالی ادارے جو اقوام تحدہ کے ٹائل کے ساتھ صرف اور صرف امریکی معاملات کے مخالف ہے ہوئے ہیں اور انہیں دنیا پر امریکہ کی چودھراہت کو مسلط کرنے اور اس کے نیوار لہ آڑر کی عملداری کے سوا اور کسی بات سے دل چھی نہیں ہے۔ اس لیے کوئی باشور مسلمان اور محب وطن پاکستانی اس کی حمایت نہیں کر سکتا۔

محترم بے نظری بھٹو نے طالبان کے اسلامی اقدامات کو بہذف تقدیر بناتے ہوئے ملاکنڈ ڈویژن میں نفاذ شریعت کے حالیہ اقدامات پر بھی نکتہ چینی کی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ”پاکستان ایک مسلم ریاست ہے جو اعتدال پسند ملکوں کے تحریث میں ہے، یہ تحریث بحر اوقیانوس میں انہوں نیشاں سے شروع ہو کر میشیا، بنگلہ دیش، ترکی، اردن اور مصر سے ہوتا ہوا جنگل کے ساحلوں پر مرکاش میں جا کر ختم ہوتا ہے۔“

ملاکنڈ میں ایک چھوٹی چنگاری جنگل کی الگ کی طرح درہ تختیراب سے ہوتی ہوئی بیجن کے صوبہ سکھیانگ تک پھیل سکتی ہے۔ طالبان برائی طرز زندگی کارائے وعذ کے جنوب میں کوئی وجود نہیں۔ یہ ٹک نظری اور مصعبانہ نظام اس دھرتی کے لیے قابل قبول نہیں ہے جمال اسلام کا پیغام صوفیوں اور اولیاء کے ذریعہ جن کے محبت اور بھائی چارے کا پیغام دیتے ہوئے نئے حضرت فرید گنج شکر کے مزار، ملکان کی خانقاہوں، اوج شریف، شاہ عبد اللطیف بھٹائی، چکل سرمت اور لال شہباز قلندر کے مزاروں پر گائے اور سنے جاتے ہیں پاکستان ایک کیش الاصطالم معاشرہ ہے جو ایران اور افغانستان کی صورت حال سے مختلف ہے جمال یک رنگی پالی جاتی ہے۔ ایک خاص مصعبانہ نظام قائم کرنے کی کوشش سے جنوبی پاکستان، شمالی پاکستان سے جدا ہو جائے گا۔

(بجوالہ روز نامہ اوصاف اسلام آباد۔ ۲۷ فروری ۱۹۹۹ء)

محترم بے نظری بھٹو اچھی طرح جانتی ہیں کہ ملاکنڈ میں شرعی قوانین کے نفاذ کا جو ہناچی دیا گیا ہے وہ موجود نہ آبادیاتی سسٹم کے ”نیٹ ورک“ کے اندر ہے اس لیے اس سے ملک میں طالبان طرز کے اسلامی انقلاب یا تبدیلی کا کوئی امکان نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وہ چھوٹے سے چھوٹے امکان کو بھی نظر انداز کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور انہوں نے اس ”چنگاری“، ”کوجس طرح“، ”شعلہ جوالا“، ”بنا کر پیش کیا ہے اس کی روشنی میں ملک کے حکمران طبقات کی سوچ کے ساتھ ان کی آئندہ علامگیری جنگل اور جنوبی پاکستان میں سرائیکی، سندھی، مہاجر اور بلوچی قومیتوں کے ہم پر اخراجے جانے والے طوفان کے اصل رخ کا بھی بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

محترم بے نظری بھٹو جس فکر و دانش کی نمائندگی کر رہی ہیں اس کے نزدیک سوسائٹی میں اسلامی احکام و قوانین کی پابندی کا اہتمام اور اس میں ریاست اداروں کا کردار ”تعصب“ کہلاتا ہے اور قرآن و سنت کے قول و دعوا سے آزاد معاشرہ اور اسلام کی بجائے مغربی فلسفہ و نظام کی نمائندگی کرنے والے ریاست ادارے ”اعتدال پسندی“ کے میڈل کے مستحق سمجھے جاتے ہیں اور یہ متعلق نہیں بلکہ گزشتہ تین سو برس سے مغرب ہمیں کی سبق پڑھانے میں مصروف ہے اس لیے ہمیں ان کی طرف سے مغرب کی تربیتی پر کوئی تجنب نہیں ہے۔ البتہ اس تربیتی اور نمائندگی میں صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کو بلا وجوہ گھینٹنا اور انہیں ”فری سوسائٹی“ کے علمبردار کے طور پر پیش کرنا سراسر زیادتی ہے۔

خواجہ فرید الدین گنج شکر، شاہ عبد اللطیف بھٹائی، لال شہباز قلندر اور دیگر صوفیائے کرام ہماری تاریخ کا قابل فخر سرمایہ ہیں مگر ان کا میدان غیر مسلم معاشرہ کو اسلام سے تعارف کرنے، غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینے اور فرد کی بیحیثیت فرد اصلاح کا میدان تھا۔ اس کے تقاضے وہی تھے جو انہوں نے کمال حکمت و تدبیر سے پورے کیے اور اس میدان میں آج بھی ان کی تعلیمات اور اسہہ ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے مگر ایک اسلامی معاشرہ کی تکمیل، اسلامی ریاست کا قیام اور اسلامی احکام و قوانین کی عمل داری کا میدان اس سے مختلف ہے۔ اس کے تقاضے اس سے بالکل الگ ہیں اور اس کے قائدین بھی قطبی طور پر مختلف بزرگ ہیں۔ یہ میدان حضرت عمر بن الخطاب، عمر بن عبد العزیز، اور اورنگ زیب عالمگیر کا میدان ہے اور اس میں انہی کی راہ نمای کام آئے گی۔ محترم بے نظری بھٹو سے ٹزارش ہے کہ وہ معاملات کو گذرنہ کریں اور فوج کے کمانڈر عدالت کے بیچ اور پولیس کے کپتان کو ڈپلومیٹ اور سفارت کار بنائے کی کوشش نہ کریں کہ یہ نظرت اور انصاف کے تقاضوں سے انحراف اور اسلام کے اجتماعی کردار سے بغاوت ہے۔

شیخ الحسین مولانا محمد سرفراز خان صدر

خدائی قوانین ○ ترمیم اور تبدیلی سے بے نیاز

جس قدر مستقبل سے متعلق کسی کو زیادہ علم ہو گا، اسی قدر وہ زیادہ سمجھ قانون اور آئین بنائے گا۔ مخلوق کے پاس مستقبل سے متعلق علم حاصل کرنے کے ذرائع اور وسائل، تحریر، قیاس اور حواس وغیرہ سب کے سب محدود ناتمام اور ناقص ہیں۔ اس لیے مخلوق کے بوجزوہ قوانین کبھی ناقابل ترمیم نہیں ہو سکتے۔ ملک اور ملت کے چیزوں پر ترمیم کی پوند لگاتا ہے اور یہ شہزاد امر کا مشابہہ ہوتا رہتا ہے اور تابیقات میں ہوتا ہے۔ ملک اور ملت کے ساتھ شفت اور ہمدردی ہے اور وہ ان کا حقیقی خیر خواہ اور خود غرضی سے بالاتر ہے تو وہ ایسا قانون بنائے گا۔ جس سے قانون پر چلنے والوں کو نفع اور فائدہ پہنچے گا اور اس بات کے تسلیم اور تلقین کر لیتے میں کیا تاہل ہو سکتا ہے کہ مقید اور ناقابل تفسیخ قانون صرف وہی بنائے گا جو ہر مخلوق سے کامل علم رکھتا اور بھروسہ طیم و خیر ہو، حقیقی ہمدرد اور میریاں ہو، خود غرضی سے بے نیاز اور مطلب پرستی سے بے احتیاج اور بے پرواہ۔ ظاہر ہے کہ مخلوق سے متعلق خالق کے سو اعلم تام اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔ حقیقی نہیں کہ الٰہ من سے زیادہ میریاں کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اور پوشیدہ نہیں کہ الصمد سے بڑھ کر بے نیاز اور کوئی نہیں۔ لہذا خالق تعالیٰ کے سوا کوئی دوسری ہستی الٰہی نہیں ہو سکتی جو مخلوق کے لئے کامل و مکمل اور ناقابل ترمیم قانون اور آئین بنائے گا۔ الٰہ الخلق والا مرزا اور بحلا اس کی موجودگی میں کسی دوسرے کو قانون بنانے اور حکم کرنے کا حق بھی کیا ہے؟ ان الحکم الا لله چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس قادر و مقدار خدا کا بیان ہوا قانون فطرت تمام موجودات میں جاری اور ساری ہے۔ جہاولات، جاتات اور حیوانات سب اس کے قانون میں (جس کو سنت اللہ یا قانون قدرت کہا جاتا ہے) جذے ہوئے ہیں اور کسی میں اس کی خلاف ورزی کی تاب نہیں ولن تجدل سنت اللہ تبدیلہ" اور اگر ہم خدا تعالیٰ کے اس قانون میں (جس کو لا آف نچر کرتے ہیں) ترمیم و تفسیخ کا اختیار رکھتے تو سرو کے درخت میں آم اور بادام پیدا کر دیتے۔ یہوں اور بھروسوں میں گھٹلیاں پیدا نہ ہونے دیتے۔ گدھے کے سر پر سینگ پیدا کر دیتے۔ یا گدھے کے سر کی طرح گائے بیبل اور بھینس کے سر سے سینگ الگ کر دیتے اور اپنی اس جمات اور جہالت کو عقل و دانائی قرار دے کر اس مصلحت اندریش حقیقی کے قانون میں اصلاح و ترمیم کرنے والے بن جاتے۔ لیکن اس کا قانون ہماری دسترس سے باہر، ہر عیب سے قدم سے پاک، ہر اختیار سے ناقابل ترمیم اور تمام موجودات عالم میں پوری طاقت اور شوکت کے ساتھ ناذہ ہے اور تمام مخلوقات عالم ایک ذرہ بے مقدار سے لے کر آفتاب عالمت تک، ٹری سے لے کر ٹریا تک اور فرش سے لے کر عرش تک اس کی تھیل اور فرمابندواری میں ہمس تن مصروف اور بے اختیار ہے۔

قانون خداوندی کا نافذ کرنے والا بالذات انسان ہی ہے

مخلوقات عالم میں صرف انسان ہی ایک الٰہی مخلوق ہے جس کو خدا تعالیٰ نے خاص حکم کی صلاحیت اور استعداد عطا فرمایا کہ ایک محدود و ابتدی میں آزاد ارادہ اور اختیار دے دیا ہے اور اس آزاد ارادہ اور اختیار کے لیے اس کو قانون دے کر اس کی تھیل چاہی ہے۔ اسی قانون کا نام دین اور نہیں ہب ہے اور اسی کی تعلیم اور یاد دہلی کے لیے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر میوثر ہوتے رہے اور اسی سلسلہ تعلیم کو امام الانبیاء سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد بھنگی ملہیہ نے مبعوث ہو کر پایا۔ حکیل حکم تک پہنچایا اور اسی کا آپ کی وفات حضرت آیات سے آکیا۔ روز قبل ہزاروں کی تحدادیں ان قدی صفات اور پاک نفوس کے بھرے مجھے میں میدان عرفات کے اندر نوں زوال الجمیل کو جمع کے دن اور عصر کے وقت یہ اعلان کروایا گیا کہ "اليوم ما كملت لكم دينكم و اتممت عليكم بعنتی و رضيتك لكم الاسلام ديننا" (ب ۶ سورۃ المائدہ رکوع ۱۴)

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے اپر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے میں نے دین اسلام کو پسند کیا۔"

اس اعلان خداوندی کا یہی مٹا ہے کہ قیامت تک اب دین میں کسی ترمیم و تفسیخ اور حذف و اضافہ کی نہ تو کوئی ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔ ہدایت کے لیے جن احکام کی ضرورت تھی۔ وہ اصولاً "سب نازل کر دیے گئے ہیں۔ اب جو شخص دین میں کسی الٰہی چیز کا اضافہ کرتا ہے جس کی تعلیم جتاب رسول اللہ ملہیہ نے امت کو نہیں دی تو گویا وہ در پرده یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ دین ناکمل اور میری ترمیم کا محتاج ہے، یادوہ اس کا مدعی ہے کہ مجاز اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ملہیہ نے باوجود رؤوف اور رحیم ہونے کے اپنی امت کو بستر، اعلیٰ اور مکمل طریقہ نہیں بتایا۔ الغرض جس طرح اس کا قانون قدرت ترمیم و تفسیخ اور مخلوق کے دست بردارے بالاتر ہے۔ اسی طرح اس کا قانون شرع بھی ترمیم و تفسیخ اور تخصیص و اضافہ سے بالاتر ہے۔ کسی کی کیا مجال ہے کہ اس میں ترمیم کر سکے اور کسی داش فروش کا کیا حوصلہ ہے کہ وہ اس کو ناقص اور ناقابل قرار دے کر اس میں اضافہ اور اصلاح کا مدعی ہو سکے۔ کوئی حکمت اور دانائی کی الٰہی بات نہیں جو قانون خداوندی میں موجود نہ ہو۔ انسانی زندگی کا کوئی بھی کھلا اور چھپا ہوا شعبہ ایسا نہیں جس کے شائست ہوئے کا نسایت مکمل اور ناقابل ترمیم و ستور العلی اس میں نہ پیش کیا گیا ہو۔

اسلام کے خلاف پر اپینڈنڈے کا ہتھیار

مانفین اسلام نے اسلام کے خلاف پر اپینڈنڈا کو موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسلام کی اتنی عیب جوئی کی جائے کہ اس کے قریب کوئی نہ آئے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے بھی یہی ہتھیار استعمال کیا ہے۔ یہودی تو اس معاملے میں بہت آگے ہیں۔ تاہم عیسائی بھی ان سے پچھے نہیں رہے۔ انہوں نے لوگوں کو منت تعیین اور ملازمت کالائج دیا ہے، بہت سال قائم کیے ہیں حتیٰ کہ عورتوں کے ذریعے بھی اپنے نظریات کی اشاعت کرتے ہیں جو کہ در حقیقت اسلام کے خلاف سازش ہے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور جرمنی اسلام دشمن سرگرمیوں پر بے انتہا دولت خرچ کر رہے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں مشن سیجھتے ہیں جو انسانی سازش نہیں کرتے بلکہ دین و شخصی میں بالکل واضح ہیں۔ ان کے منشور میں یہ بات درج ہے کہ کوئی شخص کسی مذہب کے حق میں کسی مسجد، چوک اور عبادت خانے میں کوئی بات نہیں کر سکتا۔ البتہ مذہب کے خلاف جو چاہے اور جہاں چاہے کرتا پھرے۔ اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، اس جانبداری کا حقیقی نقصان تو اسلام ہی کو پہنچتا ہے کیونکہ یہی چادری ہے جس کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں۔ اسلام کے علاوہ عیسائیت ہو یا یہودیت، ہندو ازם ہو یا مجوسیت سب باطل ہیں۔ ان کو تو کوئی فرق نہیں پڑتا مگر یہ سب سے بڑی رکاوٹ اسلام کے راستے میں ہے۔

عیب جوئی کی تلاش

فریبا، یہ لوگ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ ویسغونہا عوحا۔ اور اس میں بھی تلاش کرتے ہیں۔ اسلام کی ایسی عیب جوئی کرتے ہیں کہ کوئی شخص اس کے قریب نہ آئے۔ غیر مسلم قومیں اسلام کے حدود کو اکٹھا پنے پر اپینڈنڈے کا ذریعہ بناتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اسلام نے وحیانہ سزا میں مقرر کر رکھی ہیں۔ قطع یہ اور رجم کو غیر انسانی سزا میں قرار دیتے ہیں۔ یورپی ممالک میں اسلامی سزاوں کے خلاف بڑا زہر اگا جاتا ہے تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ نہ ہو سکیں۔ اب تو اپنے بھی حدود کے خلاف باتیں کرنے لگے ہیں۔ ہم نہاد بڑے لوگ اسلامی حدود کو وحیانہ سزا میں کرنے لگے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ سزا میں غیر منصب زمانے میں راجح ہوئی تھیں۔ اب تو دنیا متمدن ہو پہلی ہے۔ اب ان سزاوں کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اسی طرح تعدد ازدواج پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ تو عیاشی کا ذریعہ ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص ہیک وقت دس عورتوں سے تاجراز تعلقات استوار کر لے تو گواہ کر لیتے ہیں مگر دسری یہوی سے نکاح کر لینے کے خلاف زمین و آسمان ایک کر دیتے ہیں۔ یہ سب اسلام میں عیب جوئی کی تلاش ہے جس کے ذریعے اسے ناکام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

آخرت کا انکار

فریبا، اللہ کے راستے سے روکنے اور دین میں بھی تلاش کرنے والوں کی ایک خصلت یہ بھی ہے وہم بالآخرہ کافرون۔ "اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں۔" وہ اس چیز کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں کہ مرنے کے بعد پھر امتحنا ہے، حساب کتاب کی منزل آئی ہے اور انہیں جزا یا سزا سے دوچار ہونا ہے۔ جدید تمدن کے لوگ اب تو اس قدر مصروف ہو چکے ہیں کہ انہیں آخرت کی فکر کا موقع ہی نہیں ملتا۔ چوہیں گھنٹے لہو و لعب میں مشغول ہیں۔ آدمی آدمی رات تک ریڑیو اور ٹیلی وریثن پروگرام دیکھتے ہیں یا پھر وہی اسی آر پر فلمسیں چلتی ہیں۔ ہر گھر سینما گھربن چکا ہے جہاں ناچ گلنے اور کھیل تماشے کی فراوانی ہے۔ بھلا ایسے میں آخرت کی طرف کون توجہ دے گا؟ اب تو عرب بھی اس فاشی میں شامل ہو چکے ہیں۔ اگرچہ وہاں پہلک سینما گھر تو نہیں ہیں مگر مال و دولت کی فراوانی نے ہر گھر کو عیاشی کا اڈہ بنا دیا ہے۔ دنیا بھر کے فرش پروگرام ان کے گھروں میں دیکھے جاتے ہیں۔ اب تمام ملکوں میں کھیلوں کی وزارتیں بھی قائم ہیں۔ کھیلوں کی نہیں غیر ممالک میں بھی جاتی ہیں۔ جنہیں بڑے بڑے لااؤنس دیے جاتے ہیں۔ ہاکی، گرگٹ، فٹ بال، نیشن، کشتی رالی کے مقابلوں پر کروڑوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں۔ ان مقابلوں کو دیکھنے کے لیے لوگ ہفت بھر ملی وریثن کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں۔ ملک کے اندر قوم کو کھیل کو دیں الجھا کر بیکار کر دیا جاتا ہے اور باہر جانے والوں پر بے دریغ روپیے صرف کیا جاتا ہے جو کہ قوم و ملک کا دوہرہ نقصان ہے۔ ان حالات میں اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے اور آخرت کو یاد کرنے کا موقع کیسے مل سکتا ہے؟ اور وتبتل الیہ نبیتلا۔" کی نوبت کب آئے گی۔ اگر باقی مصروفیات سے فراغت ہوتی تو کوئی شخص اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ اس کی عبادت کرے گا اور تحملی میں اس کا ذکر کرے گا۔

روحانیت - مغرب کا سب سے بڑا بحران

انسان و چیزوں کا مجموعہ ہے۔ ایک جسم، دوسرے روح۔ انسان کے خالق نے اس کی جسمانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اس کائنات میں جملات، نباتات، جیوانات کی قبیل سے بے شمار چیزوں پیدا کیں اور انسان کے اندر بھوک، پیاس، شہوت، سردی، گرمی کا احساس رکھا جو اسے جسمانی ضرورتوں کے لیے کائنات کی مادی اشیاء سے استفادہ کے لیے محض کرتی ہے۔ اس طرح انسان کے خالق نے روح کی ضرورتوں کی محیل کے لیے انسان کے اندر اس کے وجہ اور تخت الشعور میں جسمانی بھوک و پیاس کی طرح ایک روحانی بھوک و پیاس اور احساس رکھا اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے وہی اور انبیاء کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کائنات میں جب سے انسان کا وجود ہوا ہے ہر دور میں اور ہر قطعہ ارض میں یعنی والا انسان کسی نہ کسی طور پر اپنے جسم کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر مولیٰ احساس و پیاس کے سب روح کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اس کی طرف متوجہ رہا ہے۔ اندرون کی بے قراری، تفکی و دینا میں نہ ہب کے وجود کا حقیقی جib ہی ہے۔ آج کے مازن اور خدا فراموشی و نہ ہب پیزاری کے دور میں بھی جو لوگ خدا و نہ ہب کے مکر ہیں انہوں نے خواہ کسی الہ (گاؤ) اوتار، سچ، پیغمبر کو نہ مانا ہو اور کسی آسمانی کتاب، پدایت نامہ کو تسلیم نہ کیا ہو مگر اس کی جگہ کسی لیزر کی حاکیت مطلقہ اور کسی نظریہ و آئین کے تقدس اور اس کے آگے سر تسلیم فرم کرنے سے وہ اپنے آپ کو نہیں روک سکے۔ جس طرح ماہی قریب میں کارل مارکس، یعنی، انسان کو پیغمبروں کی طرح واجب الاطاعت اور باعفعت تسلیم کر کے ان کے احکامات کے آگے بے چون و چڑاں سر جھکایا اور کیوں نہ مکنی اور ملکی آئین کو کسی نہ ہب کی مقدس کتاب کی طرح مانا گیا اور ان دونوں پر ایمان نہ لانے والا پر اس طرح عرصہ حیات تھک کیا گیا جس کی مثل دنیا کے کسی نہ ہب کے جری نفاذ میں تلاش کرنی مشکل ہے۔ حتیٰ کہ کیوں نہ مکنی کے نظریہ اور اس کے بنی کی عظمت تسلیم کرانے کی کلکش میں کروڑوں انسانوں کو قتل کر کے کیوں نہ مکنی کی نظریاتی جگہ لوئی گئی۔ اس لیے کہ کسی برتر ہستی کو تسلیم کرنا، اس کی عظمت و کبریائی کے گن گناہ، اس کے آگے اپنے سر نیاز کو عقیدت سے خم کرنا اور اس کی تقدیس، عظمت کو دل میں بسانا انسان کی ضرورت اور اس کے اندرون کی الیک پیاس، تقاضہ ہے۔ جس سے کسی صورت مفرغیں۔ اگر انسان اپنے چارہ نہیں۔ اس کے بغیر ایک قدم نہیں چل سکتا۔ یہ وہ حقیقت ہے جس سے انسان کے علم النفس اور انسانی تاریخ کا مطالعہ رکھنے والا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ انسان کی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جب کبھی انسان نے اپنے اندرون کی ضرورت یعنی روح اور اس کے تقاضوں کا صرف نظر کر کے محض مادرت، جسمانی تقاضوں پر اپنے تمدن اور معاشرہ کو استوار کرنا چاہا، وہ تمدن و معاشرہ، بت جلد بتاہی و بربادی کا شکار ہو کر ختم ہو گیا۔ یا پھر اسے روح کے تقاضوں کی طرف لوٹا پڑا۔ جس طرح جسمانی امراض سے تحفظ اور بچاؤ کا اصل سبب انسان کے جسم میں ایک خاص قوت (قوت مدافعت) ہے۔ ڈاکٹر اور دو اکاکام محض اس قوت مدافعت کو تقویت پہنچاتا ہے۔ جب کسی انسان کے جسم میں یہ قوت مدافعت باقی نہ رہے تو دنیا کے تمام ڈاکٹر اور دوائیں جواب دے جاتے ہیں۔ اور اس کی زندگی سے نامیدی کا اطمینان کرو رہا جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی معاشرہ کو فساد و ہلاکت سے بچانے کا حقیقی سبب انسان کے اندرون کی قوت مدافعت یعنی روح کی تندیب اور قوت ضبط ہے۔ اس کے بغیر دنیا کا کوئی قانون اور اس کے ہاذن کرنے والے ادارے انسانی معاشرہ کو تباہ ہونے سے نہیں روک سکتے۔ قانون اور اس کے ہاذن کرنے والے ادارے محض اس راستے سے معاشرہ کو برائیوں اور فساد سے بچا سکتیں گے جب تک انسان کو ایسے موقع دستیاب نہ ہوں کہ وہ غلط کاری کر کے بھی قانون کی گرفت سے بچ سکے۔ اگر آج نہ پیغمبر یا پیغمبر اور کمک میں چند گھنٹوں کے لیے بکلی فیل ہو جائے اور یہاں کے مہذب انسانوں کو یقین ہو جائے کہ وہ قانون کی گرفت سے بچ سکتے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ مغرب کا کسی مہذب انسان ایک خونخوار درندہ اور بد نما بھیڑا بن جائے گا۔ اربوں کھربوں ڈالر کے ڈاکے، چوری، لوث مار، بے شمار انسانوں کا قتل، اور لاکھوں خواتین کی حرث چند گھنٹوں میں لٹ جائے گی۔ غرض آج مغرب کے انسان کا مہذب و شائستہ رویہ اور قانون کی پاسداری کا سبب یہ نہیں ہے کہ وہ واقعیت مہذب ہو گیا ہے بلکہ یہ محض گناہ و غلط کاری کے موقع نہ ملتے کا سبب ہے بلکہ قانون کی گرفت میں آجائے کے اندریشہ کی وجہ سے ہے۔

آج کے دور میں مغرب کا سب سے بڑا بحران یہی ہے کہ اس نے روح اور اس کے تقاضوں سے صرف نظر کر کے محض جسمانی تقاضوں (لذت و شہوت) پر اپنی تندیب و معاشرہ کو استوار کرنا چاہا ہے۔ مغرب کا اندر مولیٰ فساد ہے ہم نے روح و باطن کا فساد کہا ہے یہی وہ بنیادی سبب ہے جو مغلی معاشرہ کو تباہی اور حکم بہا کت کی طرف دھکیل رہا ہے۔ اس کے اندر کی دنیا اجز بچکی ہے۔ سکون و طہارت قلب عنقا ہو چکا ہے۔ سامنہ و نیکنالوگی کے لیے بے پناہ ترقی کے باوجود اس کی پریشانیاں بوجتی ہیں۔ ہر رہا بحقن اور کوششوں کے باوجود وہ بدن جرام اور برا کیوں میں تشویشاً حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔ مغرب کے ہر ملک کے سر کاری انداد و شمار سے اس

کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ یہاں کے اعلانوں میں اور قانون تاذکرنے والے ادارے اپنی بے بی کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہاں کے الٰ نظر مغربی سولائزیشن کو تباہی کے گھر میں کی طرف بڑھتا دیکھ کر صحیح اٹھے ہیں مگر انہیں اس کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا۔ ہمارے زدیک مغربی سوسائٹی کی تباہی کا واحد حل و مدد ادا صرف روہانیت اور بھی روہانیت ہے۔ اس کے بغیر نہ انسان کی اندر ولنی تسلی و بے چینی ختم ہو سکتی ہے اور نہ ہی معاشرے کو جاہ ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔ مغرب کے ایک طبقہ کو روہانیت کے کوچے اور معاشرہ کے روہانیت سے خالی رہ جانے کا اتنا شدید احساس ہے اور اس کی روہانی پیاس کا یہ عالم ہے کہ وہ روہانیت کی کسی دعوت کے سامنے آنے پر بے اختیار اس طرف دوڑ پڑتا ہے۔ وہ اتنی غلبت میں ہے کہ اس بات کی تحقیق کرنے کی بھی ضرورت نہیں محسوس کر پاتا کہ آیا وہ روہانیت جس پر وہ لبیک کہ رہا ہے بھی و اصلی روہانیت ہے یا محض روہانیت کا بہر پ و جعلی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہزار ہائی روہانی نوجوان روہانیت کی تلاش میں بھارت جا کر سادھوؤں کے آشرونوں میں بھکر رہے ہیں۔ جماں ان بے چاروں کو روہانیت کے نام پر یوگا کی تحقیقیں اور ویدیات کے لائین فلسفے اور سفلی چذبات کو وقتی طور پر تسلیں دینے والے بخش و شہوت کے مظاہرے ہی ملتے ہیں۔ چنانچہ ان میں ۹۹ فیصد یا ۱۰۰ فیصد میں ہو کر اس جعلی روہانیت کے گورکھ دھندے سے بے زار ہو کر واپس لوٹ آتے ہیں۔ دوسری طرف یہاں مغرب میں انسان کی اس فطری ضرورت و روہانیت کے خلاء کو پر کرنے کے لیے روہانیت کے نام پر بہت سے بازی گر جلوہ گر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ہم آئے وہ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ کبھی روہانیت کے عنوان سے روہوں سے باتیں کرنے کا ذریسہ رچالا جاتا ہے اور ابریلام لکھن، برناڑ شاہ، سرگاندھی، چہل، کینیڈی کی روہوں سے بات چیت کرنے کا تمثاش کیا جاتا ہے۔ کیس اس قسم کے اور مضمود خیز تماشے رچائے جاتے ہیں۔ غرض یہ میوس مددی میں مغرب نے روہانیت کے لفظ کو جدید معنی پہنچایے۔ روہوں سے باتیں کرنا، مستقبل کا حال بیان کرنا اور ایسی قبل کی دوسری چند چیزوں۔ یہ حکیمتوں توہ درمیں اور ہر قوم میں جاری رہیں لیکن اسے کبھی اتنی وقت نہیں دی گئی۔

مگر انہی میں یورپ میں روہانیت و مذہب کا جو خلاء واقع ہوا ہے اسے جعلی روہانیت سے پر کرنے کی کوشش کی گئی اور یورپ کے لوگوں کی بڑی تعداد اس گورکھ دھندے کو اصلی روہانیت اور مذہب کا حاصل سمجھتے گے۔ میوس مددی میں یہ روہانیت اس قدر پھیلے کہ ان کی دعوت و طاقت کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ پھر بعض سائنس و انوں نے ماوراء اور اک EXTRASENSORY PERLEPTON طرح مغرب کی روہانیت و مذہب سے فرار کی کوششیں بدترین قسم کی ضعیف الاعتقادی پر ٹھیک ہوئیں۔

گزرست سال تو قسم ٹھی میں ایک پادری سے ملاقات کے دوران جب ان سے سوال کیا گیا کہ یورپ میں مذہب کو زندگی کے اجتماعی شعبوں سے بے دخل کرنے کے معاملوں پر کیا اثرات پڑے۔ تو انوں نے کہا کہ مذہب کو زندگی کے اجتماعی معاملات سے بے دخل کرنے کے ہماری سوسائٹی پر انتہائی بھی ایک اثرات مرتب ہوئے۔ ہمارا معاشرتی نظام تباہ ہو گیا۔ ہماری تہذیبی قدریں ختم ہو گئیں۔ ہمارا خاندانی احکام نوث پھوٹ کر بکھر گیا۔ ہماری نئی نسل بخش (Sex) اور منشیات کا شکار ہو گئی۔ زندگی کا کوئی ارفع مقصد نہیں رہا۔ ہم بے روح لائے کی طرح اپنی سوسائٹی کا حصہ بن کر رہ گئے۔ جب ہم نے ان سے اگلا سوال کیا کہ آپ کے زدیک اس کا حل کیا ہے۔ تو بے ساخت ان کی زبان سے نکلا کہ ہمارے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے اس لیے کہ اس کا حل پچھی روہانیت ہے جو ہم عرصہ سے کھو چکے ہیں۔ اس کے حل کے لیے ہم آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ لوگوں کی آنکھوں میں روہانیت کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس وقت مغرب کو جاہی سے صرف پچھی روہانیت ہی بچا سکتی ہے۔

جس طرح رات کے گھپ اندریہ میں ٹھیٹما ہوا دیا بھی روشنی مرتا ہے۔ چھوٹے سے جگنو کی روشنی بھی محسوس کی جاتی ہے اس طرح مغرب کا حساس اور سلیمانی الطبع طبقہ روہانی خلاء کو شدت سے محسوس کرتا ہے اور اسے روہانیت کی کچھ جھلک مسلمانوں میں نظر آتی ہے۔ وہ اپنے معاشرے کو تباہی سے بچانے کے لیے فکرمند ہے۔ تعاون و دیگری کے لیے اس کی نظریں مسلمانوں کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ اب مغرب کے دانشوروں اور مذہبی لوگوں کا معتقد ہے طبقہ جو اہل مغرب کی مذہب سے دوری اور نئی نسل کی بے راہ روی پر ملوں اور رنجیدہ ہے۔ وہ ان آفات سے نجات کے لیے امید بھری نظروں سے اسلام اور مسلمانوں کی طرف دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ یونیورسٹی آف شی گان کے ڈاکٹر سیلوں ان امور کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ لوئیس کنٹری (Louis Cantori) اور انٹنی سیلوں (Antony T. Sullivan) کا خال تھا کہ مغرب کے روایت پسند اور تہذیبی طور پر قدامت پسندوں کے خیالات بہت حد تک اس فکر کے موافق ہیں جسے ہم تصور احیائے اسلام کہتے ہیں۔ ان کا اصرار تھا کہ یہ قدامت پسندی یورپ و امریکہ کے قدامت پسندوں (الل مذہب) کو یہ راہ دکھاتی ہے کہ وہ ان نقصانات کی خلافی کے لیے اسلام کے ساتھ مل کر جدوجہد کریں جو سابقہ جدیدیت کی وجہ سے انسانیت کو اٹھاتا ہے۔ کنٹری نے ان امراض کا بطور خاص ذکر کیا جن میں جدید دور نے مشرق و مغرب کو جلا کر دیا ہے۔ انوں نے اس ضمن میں عقیدے، خاندان اور معاشرہ کے انتشار کو بطور مثال پیش کیا ہے۔ کنٹری اور سیلوں نے آزاد ترقی تصور کے اس ایجنسی کی پر زور مددت کی جو عالم اسلام پر زبردستی مسلط کیا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ مغربی قدامت پسندوں اور اسلام کو مشترکہ فریٹنگ (Volabuillary) پر متفق ہونا چاہیے۔ ایک باری بی بی لندن کے ڈاکٹر جلال جان بیرٹ کے نو مسلم ساجزاہ بھی نے بڑے پتے کی بات کی۔ انوں نے کہا، آپ مغرب سے کبھی سُمُّ و نظام (سیاست) کے حوالے سے گفتگو نہ کریں۔ اس لیے کہ مغرب کا سُمُّ و نظام بہر طور مسلم ممالک، سے کہیں بہتر ہے۔ ہاں جب دنیا میں کہیں صحیح اسلامی خلافت قائم ہو جائے اس وقت سُمُّ کے حوالے سے بات کچھ گہ آپ کو یہ دیکھنا ہو گا کہ وہ خلاء کونسا ہے جس کے ذریعے سے آپ اہل مغرب کے دلوں تک پہنچ سکتے ہیں اور انہیں تاثر کر سکتے ہیں۔ ایک منکر نے بالکل صحیح کہا ہے

”قبولِ اسلام کا تعلق دل سے ہے وہ ماغ سے نہیں۔“ دنیا میں آج تک جتنے لوگ مسلمان ہوئے اگر ان کے اسلام لانے کا تجویز کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان کا مسلمان ہونا اس بنا پر ہوا کہ دل کو اسلام کی کسی چیز نے کھینچ لیا۔ ان کے دل کو اسلام کی کوئی ادا بھائی۔ اسلام کا کوئی پسلوں میں کھب گیا جس نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ ایسا بت کم ہوا ہے کہ کوئی شخص دماغ کی راہ سے اسلام تک پہنچا ہو۔ یعنی عقلی دلائل سے مغلوب ہو کر یا بحث میں لا جواب ہو کر مسلمان ہوا ہو۔

یہ ایک بین حقیقت ہے کہ دور صحابہ کے بعد دنیا میں زیادہ تراشاعت اسلام ان پاک نفس لوگوں ہی کے ہاتھوں ہوئی جنوں نے اپنی روحلانی طاقت سے بندگان خدا کے درد کا درمان کیا۔ اور ان کے زخمی دلوں پر غفرانی و شفقت کا مردم رکھا جنہیں عرف عام میں صوفیت کرام یا اولیائے کرام کہا جاتا ہے۔ یہ حضرات ہمیشہ جاہ و اقتدار کے چکروں سے بے نیاز، دنیا کی لذت سے دست کش، زہد و قیامت، توکل و ایثار کی دولت سے مالا مال رہے۔ انہوں نے کبھی وقت کے ذی اقتدار اشخاص اور سلاطین کا قرب حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ان کے آستانوں پر لوگ اپنے غنوں اور تکالیف کا مدد ادا ہوئے آتے۔ اور سکون قلب کی دولت پاتے۔ یہ آنے والوں کی دلبوحی کرتے، ان کا اپنے خالق سے رشتہ استوار کر کے انہیں روحلانی کیفیات ولذت سے روشناس کرتے۔ اور ابدی زندگی کی فلاج کی طرف متوجہ فرماتے۔ خود یورپ میں بڑے بڑے فلاسفہ و مفکرین، چوہنی کے صاحب کمال اور دانشور انسی روحلانی بزرگوں کی تصانیف سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ معروف محقق و اسکارڈ اکٹر حمید اللہ (تمیم پیرس) جنوں نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ یورپ میں گزارا۔ آپ مغرب کے مزاج و نفیات سے گھری واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ نے ایک نہایت بلخ بات فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں ”یہ کیمی عجیب بات ہے کہ ایک نایی فن لینڈ کا ایک شخص سویڈن میں قیام کرتا ہے اور بظاہر کسی مسلمان سے ملے بغیر اپنے ذاتی مطالعے کی بنیاد پر اسلام قبول کرتا ہے۔“ فرانسیسی نژاد اینے گینوں نے اسلام انسی کے ہاتھوں پر قبول کیا۔ گینوں کے مخدود فرانس سویڈن میں خانقاہیں چلا رہے ہیں۔ انہوں نے اسلامی تصوف کے ذریعے سیکھوں لوگوں کو مسلمان کر لیا ہے۔ کچھ بات ہے کہ جدید مغرب کے حواس پر کوئی فخر الدین رازی نہیں چھا سکتا۔ اس کے لیے کوئی محی الدین علی چاہیے۔ یہ کوئی تجب انجیز امر نہیں ہے۔ اگر جاہل ہلاکوئے اسلامی دنیا کو ختم کرو۔ علوم و فنون کے مرکز بقداد کو تباہ کر دیا لیکن مٹھی بھر روحلانی درویشوں نے اس کے پوتے غزل جان کو مسحور کر کے مسلمان کر لیا اور اسلامی دنیا کو فتح و برپا کرنے والوں کو اسلام کا غلام و علمبردار بنا لیا۔

فرانس کے معروف فلسفی و مفکر اینے گینوں (شیخ عبد الواحد تجھی) نے جس سطح کے لوگوں کو مسلمان کیا اور مغرب کی فکری تاریخ پر اس کے جو اثرات پرے اس پر دنیا کے قرباً ”ڈیڑھ سو سے زائد ممتاز علماء و اسکارز نے تفصیلی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ موجودہ دور میں کیتوں لوک چرچ کے خلاف دنیا کی سب سے بڑی تحقیقی کتاب بھی گینوں کے خیالات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے والے ایک شخص (رام سوای) ہی نے لکھی ہے۔ تحقیقیں کے نزدیک گزشتہ چھ سو سال میں گینوں سے بڑا فلسفی و مفکر پیدا نہیں ہوا۔ اس کا تحقیقی کام ”تقریباً ۳۵ جلدوں میں موجود ہے۔ کاش کہ مغرب میں دعوت اسلام کا جذبہ رکھنے والے اس سے فائدہ اٹھائیں۔“ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے جس نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مغرب کے حواس (ذہن و فکر) پر کوئی فخر الدین رازی نہیں چھا سکتا۔ اس کے لیے کوئی محی الدین علی چاہیے۔ اس کا مطلب ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں المام فخر الدین رازی عقل و ماغ کے نمائندے اور ابن علی عشق و دل یعنی روحانیت و تصوف کے نمائندے ہیں۔ نیز دوسرا اہم پہلو یہ بھی ہے کہ مغرب کے ذہن و فکر پر یوہاںی فلسفہ نے گمراہ ڈالا۔ اب بھی مغرب کے ذہن و فکر پر یوہاںی فلسفہ کے اثرات موجود ہیں۔ شیخ ابن علی وہ شخص ہیں جنوں نے روحانیت و تصوف کو فلسفیات انداز میں پیش کیا۔ اس نے مغرب کی نہیت کے اعتبار سے ابن علی کے طرز پر پیش کی جانے والی اسلام کی تعبیر و دعوت کے قبولت کی جلد توقع کی جاسکتی ہے۔ صورت واقعہ بھی اس کی شہادت دیتی ہے۔ مغرب کی یونیورسٹیوں میں ابن علی پر بحث کام ہوا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے شاید ہی کسی اور اسلامی تحقیقت پر ہوا ہو۔ دعوت کی حکمت میں ایک دائی کے لیے مدعا کے مزاج و نفیات کی رعایت اتنی ضرور ہوتی ہے کہ خود حق تعالیٰ نے نبیوں کو جو میغزے عطا فرمائے ہیں ان میں زمانے کے لوگوں کے مزاج و نفیات کی رعایت فرمائی ہے۔ جس دور میں سحر و جادو کا زور تھا حضرت موسیٰ کو اس کی منابع سے مجذبے عطا کیے۔ اور جب میڈیکل و طب کا غالب ہوا تو حضرت عیسیٰ کو اس کے اعماق سے مجذبے دیے۔ اور جب فصاحت و بلاغت کا دور آیا تو سور کائنات ملکہم کو قرآن کریم کا مجذبہ عطا فرمایا جو فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے تجویز سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسلمان جس راہ سے مغرب کے دلوں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں وہ روحانیت و ربانیت کا پر حکمت طرز عمل ہے۔ یہ فطری بات ہے، معاشرہ میں مادیت و نفس پرستی کا جس قدر غلبہ ہو گا اسی قدر روحانیت و ربانیت موثر ہو گی۔ بد قسمتی سے اس وقت اسلام کی دعوت کا سلیقہ رکھنے والے اذیان پر سیاست کا پہلو غائب آگیا ہے اور وہ اسلام کو صرف ایک سُمُّ و نظام کے حوالے سے پیش کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلام کی تعبیر کا عنوان صرف ایک کامل نظام ریاست ہے۔ اس فکر نے جو خود موجودہ سیاسی حالات کے رد عمل کا نتیجہ ہے مغرب کے ذہنوں کو اسلام سے الرجک اور انہیں اسلام سے وحشت زدہ کر دیا ہے۔ مغرب میں اسلام کے پیش کرنے میں اس طرز عمل و تعبیر کو ملحوظ رکھنا وقفت اور مغربی نفیات کے اعتبار سے انتہائی ضروری ہے۔ یہ طرز و تعبیر ماضی میں بھی مختلف ملکوں اور قوموں میں نجح بے خطا ثابت ہوا ہے۔ اور اب بھی اس کی کامیابی کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ اب وقت آتیا ہے کہ مسلمان جن کے پاس خدا تعالیٰ کا آخری پیغام پوری طرح محفوظ ہے اور رسول خدا ﷺ کی سیرت و حیات اور تعلیمات کا ایک لفظ محفوظ ہے، آگے بڑھ کر مغرب کا ہاتھ تھامیں اور انہیں جاہی سے بچانے کے لیے آگے بڑھیں۔ کیونکہ اسلام ہی وہ واحد نہ ہے جو رحمتی دنیا تک انہوں کے جسم و روح اور دنیا اور آخرت کی تمام ضرورتوں کی تکمیل کر سکتا ہے۔

جاتب شکور طاہر، اسلام آباد

امام بخاریؓ

تدوین حدیث کے شعبے کا سب سے معتبر نام

لام محمد بن اسماںؑ، تیرہ شوال ایک سو چھوڑ انوئے (۱۹۳) ہجری کو یعنی پارہ سو چھوٹس (۱۲۲۵) سال پہلے بخارا میں پیدا ہوئے اور اسی بنا پر بخاری کہلاتے۔

لماں بخاریؓ کے والد، اسماں بن ابرائیم، خود عالم حدیث تھے۔ یوں لاماں بخاریؓ کو حدیث کی ساعت کا ذوق ورثے میں ملا تھا۔ روایات کے مطابق، محمد بن

اسماں بخاریؓ چھوٹی عمر میں ہی تباہ ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ نسیمات نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ انہوں نے بیٹے کی پیشائی کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور رو

رو کر دعا کی، جو قبول ہوئی۔ ایک صحیح محمد بن اسماںؑ ائمۃ توان کی آنکھیں روشن تھیں۔ رب العزت نے جو سچ و بسیر ہے، نہ صرف محمد بن اسماںؑ کی بصارت

لوٹا دی بلکہ اپنی دین کی فہم اور بسیرت اور بے پناہ حافظت کی دولت بھی عطا فرمائی۔

محمد بن اسماں بخاریؓ نے دس سال کی عمر میں حدیث کی پاشاباط تحصیل شروع کی اور اپنی زندگی، وسائل اور تمام صلاحیتیں اسی علم کے لیے وقف کر دیں۔

مختلف اساتذہ اور راویوں سے حدیث کی ساعت کے لیے لاماں بخاریؓ نے کئی پار بخداو، بصرہ، کوفہ، شام، مکہ، مدینہ منورہ اور مصر کا سفر کیا۔ وہ بے مثال قوت

حافظ کے مالک تھے۔ جو کتاب یا تحریر ایک نظر دیکھ لیتے یا جو روایت سن لیتے، وہ ان کے ذہن پر نقش ہو جاتی۔

انہوں نے نسلیت سی و کاؤش لور محنت سے چھ لاکھ احادیث آنکھی کیں اور ہر روایت کے متن، ہر متن کی اسناد، اور ہر سند کے ایک ایک راوی کو اپنے

ذہن میں محفوظ رکھا۔ احادیث کے اس عظیم ذخیرے کو روایت اور درایت کے اصولوں اور شاطبیوں کی کسوٹی پر پر کہ کہ ہزاروں احادیث کا مجموعہ مرتب کیا جسے کتاب

اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب قرار دیا جاتا ہے۔

لام بخاریؓ نے یہ مجموعہ سولہ سال کی مدت میں مرتب کیا۔ اہتمام کا یہ عالم تھا کہ ہر طرح سے جالج پر کھ کر، اور تمام راویوں سے تسلی کرنے کے بعد حدیث

کا انتخاب کرتے، پھر حفل کر کے دو اغفل ادا کرتے اور اس حدیث کی صحت کے بارے میں استخارہ کرنے کے بعد اسے درج کرتے۔ مجموعہ مکمل ہوا تو مسجد الحرام

میں بیٹھ کر مسودے کو حصی محلہ دی، اور پھر مسجد تبویؓ میں روضہ اندس کے پہلو میں مودب بیٹھ کر حضوری قلب کے ساتھ ایواب مرتب کیے۔

لام بخاری رحمت اللہ علیہ کی پوری زندگی، حدیث تبع کرنے، حدیث پڑھنے اور حدیث پڑھانے میں صرف ہوئی۔ تقریباً ایک لاکھ علماء اور صلحاء

نے ان سے حدیث روایت کی۔ حدیث پڑھانے کے ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رہا اور انہوں نے میں سے زیادہ کتابیں لکھیں۔

اپنی زندگی کے آخری حصے میں لاماں بخاری کو پہلے نیشا پور اور پھر بخارا میں حاصلوں کی ریشہ دوائیوں کا شکار ہوتا پڑا۔ تاہم انہوں نے ہر صورت حال کا صبر

اور حمل کے ساتھ سامنا کیا اور ہر حالت میں حدیث کی عظمت کا پر چم سر بلند رکھا۔

بخارا کے حکمران، خالد بن احمد نے لاماں بخاریؓ سے تقاضا کیا کہ وہ اس کے گھر اُک اس کے بچوں کو حدیث پڑھائیں تو لاماں بخاریؓ نے اسے حدیث کے وقار

کے مثالی قرار دیا۔ امیر بخارا نے فرمائی کہ اس کے بچوں کے لیے اپنی مجلس میں الگ وقت مخصوص کر دیں تو لاماں بخاریؓ نے اسے بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ

امیر کے بچوں کو حدیث پڑھنا ہے تو عام مجلس میں دوسرے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھیں۔ آخر تھا موافق حالات کی وجہ سے لاماں بخاریؓ اپنا آیاںی شرپ تھوڑا کر سرفراز

راونہ ہوئے۔ لیکن ابھی سرفراز کی نوافی بستی خرچ ک پہنچ تھے کہ زندگی کا سفر تمام ہوا۔

رمضان السبارک، دو سو چھپن (۲۵۶) ہجری کا آخری سورج غروب ہوا تو علم و فضل کا یہ عظیم آفتاب بھی دھرتی کے بینے میں اتر گیا۔

روایت یوں ہے کہ لاماں بخاریؓ کے مرقد کی منی سے طویل مدت تک مٹک کی خوشبو آتی رہی اور رج تھے ہے کہ ان کے مزار مبارک پر آج بھی علم اور

تاریخ سے مس رکھنے والوں کی رو حصی معطر ہو جاتی ہیں۔ آخر کیوں نہ ہو؟ محمد بن اسماں بخاریؓ نے انتہائی وسیع وسیع ذخیرے سے احادیث چن چن کر جو جیسیں

گلدستہ مرتب کیا تھا، اس کی حکم تاقیامت بالی رہے گی۔ جب تک درس حدیث کی مختلیں بھی رہیں گی، آسمان رحمت سے لاماں بخاری کی بُربر نور برستا رہے گا۔

اسلام میں سو شل ورک کی اہمیت

اس سال ۲۹ رمضان المبارک کو ضلع سیالکوٹ کے قصبہ کندن سیان میں نوجوانوں کی ایک رفاهی تحریم "سو شل ویفیر سوسائٹی" نے اختار پارٹی کے عنوان سے تقریب منعقد کی جس میں علاقہ بھر سے نوجوانوں اور تعلیم یافتہ حضرات کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ تقریب کے مہمان خصوصی پاکستان شریعت کونسل کے سینکڑی جنل مولانا زاہد الرشیدی تھے اور انہوں نے اس موقع پر "اسلام میں سو شل ورک کی اہمیت" کے موضوع پر خطاب کیا۔ ان کے خطاب کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ (ادارہ)

بعد الحمد والصلوٰۃ!

سب سے پہلے سو شل ویفیر سوسائٹی کندن سیان کے نوجوانوں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس تقریب کا اہتمام کیا اور آپ حضرات سے ملاقات اور گفتگو کا موقع فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا مل بیٹھا قبول فرمائیں اور کچھ مقصد کی باتیں کئے سننے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آئین یا رب العالمین۔ سو شل ورک یا انسانی خدمت اور معاشرہ کے غریب و نادار لوگوں کے کام آتا ایک بہت بڑی نیکی ہے اور اسلام نے اس کی تعلیم دی ہے، یہ جناب نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے اور آپ نے وکھی انسانیت کی خدمت اور نادار لوگوں کا باتھتہ بیان کا برا اجر و ثواب بیان فرمایا ہے حتیٰ کہ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ آقائے نادار ﷺ پر وحی نازل ہونے کے بعد آپ کا پہلا تعارف ہمارے سامنے اسی حوالہ سے آیا ہے کہ آپ نادار اور مستحق لوگوں کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ چنانچہ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر غار حرامیں جب پہلی وفع وحی نازل ہوئی، آنحضرت ﷺ کا معمول یہ تھا کہ چند دن کی خوراک اور پانی لے کر غار حرامیں پلے جاتے تھے اور سب لوگوں سے الگ تحلکہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دن وہیں غار میں وحی کے آغاز کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو قرآن کریم کی پہلی آیات سنائیں۔ اس واقعہ کی تفصیلات میں نہیں جاؤں گا کیونکہ آپ نے کئی بار سن رکھا ہو گا اور آپ کے ذہن میں ہو گا، اچانک واقعہ ہوا، اس سے قبل اس قسم کی بات کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے جناب نبی اکرم ﷺ پر گھبراہت کا طاری ہوتا ایک فلکی بات تھی۔ آپ گھر تشریف لائے، چادر اور ٹھیک اور لیٹ گئے۔ الیہ محرّم ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ﷺ پر خوف لگ رہا ہے۔ پریشانی بھانپ گئیں، پوچھا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے سارا واقعہ بیان کر دیا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ خشیت علی نفسی "مجھے اپنے دانا و بینا خالوں تھیں۔ پریشانی بھانپ گئیں" پوچھا تو جناب نبی اکرم ﷺ نے اس ساتھ یہ بھی فرمایا کہ خشیت علی نفسی "مجھے اپنے دکھلات میں خوف لگ رہا ہے" اس پر ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی اور کہا کہ "خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو غزہ نہیں کرے گا" اور اپنے دعویٰ پر جو دلیل دی وہ یہ تھی کہ "آپ صد رحمی کرتے ہیں" ضرورت مندوں کے کام آتے ہیں، مہماںوں کی خدمت کرتے ہیں، لوگوں کی خدا کے ذمہ میں اور ان کا باتھتہ بیانے ہیں اور بے سارالوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ "گویا ام المومنین نے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے اس عقیدہ کا اظہار کیا کہ جو لوگ انسانی سوسائٹی میں دوسروں کے کام آنے والے ہوں اللہ تعالیٰ انہیں غزہ نہیں کیا کرتا۔ اور اس طرح پہلی وحی نازل ہونے کے بعد احادیث کے ذمہ میں رسول اللہ ﷺ کا جو سب سے پہلا تعارف ہمارے سامنے آتا ہے وہ ایک "سو شل ورک" کی حیثیت سے ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ بہت بڑے "سو شل ورک" تھے اور وکھی انسانیت کی خدمت آپ کی سب سے پہلی سنت مبارکہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کے سب سے بڑے ساقی اور خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تعارف بھی احادیث میں انہی الفاظ کے ساتھ ہتا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ مکہ کمرہ میں جناب نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف قریش کے مظالم انتہا کو پہنچ گئے اور اب انہیں مزید برداشت کرنے کی تاب نہ رہی تو بت سے صحابہ کرام جناب نبی اکرم ﷺ سے اجازت لے کر جسہ کی طرف ہجرت کر گئے جن میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہی دنوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی اس قسم کی صورت حال پیش آئی کہ آپ اپنے گھر کے سجن میں قرآن کریم پڑھا کرتے تھے اور ارد گرد کے پیچے اور عورتیں اسے سنتے کے لیے جمع ہو جاتے تھے۔ اس پر محل کے بڑے لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا کہ اگر قرآن کریم پڑھنا ہو تو کہے میں بند ہو کر پڑھیں، سجن میں نہ پڑھا کریں کیونکہ اس سے ہماری عورتیں اور پیچے متاثر ہوتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دبرداشت ہو کر جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہجرت کی اجازت چاہی کہ جمال

اپنے گھر کے صحن میں بھی قرآن کریم پڑھنے کی اجازت نہ ہو وہاں رہنے کا کیا فائدہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی اور حضرت ابو بکرؓ اپنے گھر سے ضروری سلمان اخا کو بھرت کے ارادے سے مکرہ سے نکل کھڑے ہوئے، راستے میں قبیلہ بنو قارہ کا سروار ابن الدغنه ملا۔ اس نے پوچھا کہ کمال جا رہے ہو؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے جواب دیا کہ اب قلم و سبزی کی انتہا ہو گئی ہے اور میں بھرت کے ارادے سے شرپ چھوڑ کر کہیں اور جا رہا ہوں، اس کافر سردار نے کہا کہ نہیں ایسا نہیں ہو گا اور میں آپ کو جانے نہیں دوں گا۔ اس موقع پر اس نے کہا کہ آپ یہی شخص کا شر سے پلے جانا شر کے لوگوں کے لیے اچھی علامت نہیں ہے اور پھر حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں وہی بات کی جو ام المؤمنین حضرت خدیجؓ نے غار حراء وابی پر جتاب نبی اکرم ﷺ سے کہی تھی کہ آپ سل رحمی کرتے ہیں، محتاجوں کے کام آتے ہیں، معنوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مسمانوں کی خدمت کرتے ہیں اور لوگوں کی مشکلات میں ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ چنانچہ کافروں کے قبیلہ بنو قارہ کا سردار ابن الدغنه حضرت ابو بکرؓ کو اپنے ساتھ واپس مکے لے آیا اور خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ ابو بکرؓ آج کے بعد میری امان میں ہیں، کوئی ان کو تحکم نہ کرے، گویا جتاب نبی اکرم ﷺ اور ان کے ساتھی و خلیفہ حضرت ابو بکرؓ دونوں کا مزاج و بیعت ایک تھے اور دونوں کی عادات و اخلاق یکساں تھے۔ اس لیے میں عرض کیا کرتا ہوں کہ اسلام میں تو نبوت اور خلافت دونوں کا مزاج "سوشل ورک" کا مزاج ہے اور دونوں کی بنیاد سماجی خدمت پر ہے۔ اس حوالہ سے میں نوجوانوں سے بطور خاص عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسابقت، معاصرت اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ، فطری جذبہ ہے اور اسلام نے انسان کے کسی فطری جذبے کی نظر نہیں کی اور کسی طبی ضرورت سے انکار نہیں کیا۔ البتہ ہر جذبے اور ضرورت کا رخص متعین کر دیا ہے اور اسے منتی کی وجہے مثبت میدان میں آگے بڑھانے کی ترغیب دی ہے۔ آج کل ہمارے ہاں بھی مسابقت کا جذبہ کار فرما ہے لیکن اس کا میدان اور ہے، اس کا انہصار دولت کے جمع کرنے میں ہوتا ہے، بلذگوں کی تعمیر میں ہوتا ہے، اقتدار کے حصول میں ہوتا ہے اور جماعتوں، گروہوں اور جتھوں کے قیام میں ہوتا ہے لیکن یہ مسابقت کا جذبہ حضرات صحابہ کرامؓ میں تھا تو اس کا میدان اور تھا۔ یہ ایک فطری جذبہ ہے جس سے کوئی انسان خالی نہیں ہے مگر اس کا صحیح میدان وہ ہے جو صحابہ کرامؓ نے پیش کیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ایک رات آسمان صاف تھا، چاند نہیں تھا، ستارے ہر طرف جگلگارہ تھے، ان گنت ستاروں کا جہوم دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ جتاب نبی اکرم ﷺ سے پوچھوں کہ کیا کوئی خوش نصیب انسان ایسا بھی ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کی طرح ان گنت ہوں، فرماتی ہیں کہ جی میں یہ تھا کہ اس سوال کے جواب میں میرے والد محترم (حضرت ابو بکرؓ) کا ہام ہی آسلکا ہے لیکن جتاب رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا تو آپؓ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں ایسا خوش نصیب شخص ہے اور وہ عمر بن الخطاب ہے۔ حضرت عائشہؓ توقع کے خلاف جواب سن کر چوک اٹھیں اور بے سانت دوسرا سوال کر دیا کہ وابی یا رسول اللہ؟ "یا رسول اللہ" میرے والد محترم کمال گئے۔ اس پر جتاب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عائشہؓ! تم ابو بکرؓ کی نیکیوں کی بات کرتی ہو، بخدا عمرؓ کی ساری زندگی کی نیکیاں ایک طرف مگر ابو بکرؓ کی ایک غار کی نیکی ان سب پر بھاری ہے جو انہوں نے بھرت میں میرے ساتھ وقت گزارا ہے تو حضرات صحابہ کرامؓ میں مقابلہ اور مسابقت کا میدان نیکیوں کا تھا اور وہ اس میدان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ساری زندگی یہ حضرت رہی کہ نیکیوں میں حضرت ابو بکرؓ سے آگے بڑھوں گردو واقعات نے مجھے اس حضرت کے پورا ہونے سے مایوس کر دیا اور میرے دل نے گواہی دی کہ اس شیخ سے آگے بڑھنا میرے بس میں نہیں ہے، ایک واقع جوک کے غزوہ کا بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے غزوہ جوک کے لیے صحابہ کرامؓ سے زیادہ چندہ لانے کے لیے کما تو حضرت عمرؓ کے نیکی کے ان دونوں میری حالت حضرت ابو بکرؓ سے اچھی تھی اور میں خوش ہوا کہ آج میں سبقت حاصل کرلوں گا۔ چنانچہ خوشی خوشی گھر گیا اور جو کچھ بھی گھر میں موجود تھا، نقدی، سلان، غله، سکھوڑیں وغیرہ سب کو نصف نصف کیا۔ نصف سلان گھر میں چھوڑا اور نصف سلان باندھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اوہر سے حضرت ابو بکرؓ بھی ایک سختی اخھائے آگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ آپ کیا لائے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ جو کچھ گھر میں تھا نصف نصف کر کے آدھا گھر میں چھوڑ آیا ہوں اور آدھا آپؓ کی خدمت میں لے آیا ہوں اور حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ، جو کچھ گھر میں تھا انہا کر لے آیا ہوں اور گھر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؓ کے نام کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل میں چوتھی لگی اور دل نے گواہی دی کہ عمرؓ! اس شیخ سے نیکی میں آگے بڑھنا مشکل ہے۔

دوسراؤقد حضرت ابو بکر صدیقؓ خلافت کے دور کا بیان کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا کہنا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک ضعیف اور بے سارا خاتون تھی۔ ایک کثیا میں رہتی تھی اور انتہائی ضعیف اور نایبنا تھی۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ اس خاتون کی تھوڑی بہت خدمت کرنی چاہیے۔ ایک روز صبح نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر اس خیال سے کثیا کی طرف گیا کہ اس بڑھیا کی صفائی کر دوں گا۔ پانی کا برتن بھر کر رکھ دوں گا اور کچھ کھلانے پنی کی چیز دے آؤں گا۔ وہاں پہنچا، بڑھیا سے سلام عرض کیا اور کہا میں مدینہ منورہ کا باشندہ ہوں اور اس خیال سے آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ بیٹا تم سے پلے ایک شخص آیا تھا، وہ روزانہ آتا ہے

اور یہ سارے کام کر جاتا ہے۔ حضرت عزّہ فرماتے ہیں کہ دوسرے روز میں ذرا جلدی گیا تاکہ یہ شخص کون ہے؟ تو دیکھا کہ ایک شخص منہ پہنچے ہوئے پالی کا گھر بڑھیا کی کشیا میں رکھ کر باہر آ رہا ہے۔ قریب ہو کر معلوم کیا تو وہ خلیفہ وقت حضرت ابو بکر صدیق ہی تھے جو صحیح سوریے مدت منورہ کی ایک بے ساراً محدود اور ضعیف بڑھیا کی خدمت گزاری کے فرض سے عمدہ برآ ہو رہے تھے۔ حضرت عزّہ فرماتے ہیں کہ اس روز تو میرے دل نے یہ فیصلہ دے دیا کہ یہ مقابلہ میرے بس کی بات نہیں اور اس شیخ سے نیکیوں میں آگے بڑھنا ممکن ہی نہیں ہے۔

میں سو شل ویفیر سوسائٹی کے نوجوانوں سے یہ عرض کروں گا کہ پاہم مقابلہ اور مسابقت کا اصل میدان یہ ہے اس لیے نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور معاشرہ کے نادار اور بے سارالوگوں کی بڑھنے کے خدمت کریں۔ یہ جانب نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کا حصہ ہے۔ انہی مجھ سے پہلے ایک نوجوان نے خطاب کرتے ہوئے یہ ذکر کیا ہے کہ سو شل درک کا سب سے بڑا کام لوگوں کو گمراہی سے نکالنا ہے اور ہدایت کے راستے پر لانا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ جانب نبی اکرم ﷺ کا سب سے بڑا مشن یہی تھا کہ نسل انسانی کو راہ راست پر لایا جائے اور جنم سے انسانوں کو بچانے کی کوشش کی جائے حتیٰ کہ قرآن کریم میں جانب نبی اکرم ﷺ کی اس خواہش کو "رس" کے لفظ سے تبیر کیا گیا ہے جو کسی خواہش کا آخری اور انتہائی درجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حریص علیکم "جانب نبی اکرم ﷺ تمہارے ایمان لانے اور ہدایت پانے پر حرص ہیں" اور خود جانب نبی اکرم ﷺ نے اپنی مثال یوں دی ہے جیسے انہوں کا کوئی بڑا گروہ ایک طرف کو جا رہا ہو اور ادھر بہت بڑا گڑھا ہو جس میں الگ بل رہی ہو اور ایک آنکھوں والا شخص اس منزل کو دیکھ رہا ہو، اب اس سے برواشت نہیں ہو گا، وہ آوازیں دے گا، شور چاۓ کا اور قریب آگر ان انہوں کو الگ کے گڑھے کی طرف جانے سے روکنے کی کوشش کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہی ہے۔ تم لوگوں کو جنم کا گڑھا نظر نہیں آ رہا اور تم سب اس کی طرف بجاگے جا رہے ہو۔ مجھے وہ گڑھا دکھالی دے ڈا ہے اور تمہارا اس کی طرف دوڑے چلے جانا بھی نظر آ رہا ہے اس لیے میں تمہیں آوازیں دے رہا ہوں اور میری ہر ممکن کوشش ہے کہ کوئی شخص بھی اس گڑھے میں نہ گرنے پائے۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور اس کا تکونی فیصلہ ہے کہ ہدایت دینے کا اختیار اس نے اپنے پاس رکھا ہے کہ جس کو چاہے ہدایت دے اور جس کو چاہے نہ دے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اگر ہدایت کا یہ اختیار اللہ تعالیٰ جانب نبی اکرم ﷺ کو دے دیتا تو حضور علیہ السلام کے زمانے کا تو کوئی ایک انسان بھی جنم میں نہ جاتا اور نبی اکرم ﷺ کم از کم اپنے دور کے ہر انسان کو ہدایت کے دائرے میں ضرور لے آتے۔ اس لیے نوجوانوں سے عرض کرتا ہوں کہ لوگوں کی راہ نمائی کرنا، اپنی ایمان کے راستے پر لانا، کفر اور گمراہی سے بچانا اور نیک اعمال کی ترغیب دے کر اچھے مسلمان بنا بھی جناب نبی اکرم ﷺ کا مشن ہے اور دکھی انسانیت کی خدمات کرنا، نادار لوگوں کے کام آنا، لوگوں کی مشکلات اور سماں کو حل کرنے کی کوشش کرنا اور بے سارالوگوں کا سارا بنا بھی سنت نبوی ہے۔ یہ سب سو شل ویفیر کے کام ہیں اور ان میں سے جس شعبہ میں بھی موقع مل جائے اس میں کام کرنا ہم سب کے لیے سعادت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق سے نوازیں۔ آمين یا رب العالمین

جمعیت علماء اسلام گوجرانوالہ کے زیر اہتمام اور انتظامیہ مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ کے تعاون سے

پندرہ سال سے غریب عوام کی بھی خدمات سر انجام دے رہی ہے اور ہر اروں مریض بفضل اللہ تعالیٰ اب تک

ہو میو فری ڈپنسری صحیت یا بہبود پکی ہیں۔ مریضوں سے پرچی فیس صرف دور پے یو میرے صول کی جاتی ہے اور دو دائی بلا معاوضہ

فراتم کی جاتی ہے۔ ڈپنسری کے سالانہ اخراجات تقریباً اسی ہزار روپے ہیں جو تخلص اور مقیر دوستوں کے تعاون

سے پورے ہوتے ہیں اور کسی قسم کی سرکاری بیانیں دینیں میں شامل نہیں ہوتی اس لیے احباب سے بھر پور تعاون کی درخواست ہے۔

ڈپنسری کے اوقات صبح ۸ جیسے دو پہر ایک جیسے شام عصر سے مغرب تک ہیں۔

انچارج: ابو القاسم ڈاکٹر غلام محمد نقشبندی (آر۔ ایم۔ پی) ————— ہو میوڈاکٹر محمد قاسم ضیاء (ڈی۔ ایچ۔ ایم۔ ایس) (آر۔ ایم۔ پی)

رئیس الحجر

سوئے منزل

حضرت مولانا حافظ محمد عابد

خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کے رفق خاص حضرت مولانا حافظ محمد عابد صاحب گزشتہ بہتے انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ وہ خانقاہ سراجیہ کے مند شریف حضرت مولانا محمد عبد اللہ سلیم پوری قدس سرہ العزز کے فرزند تھے اور انتائی شریف الخس اور نیک دل عالم دین تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دیں اور جملہ پسمندگان کو صبر جبیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین۔ ہم اس غم میں مرحوم کے اہل خاندان اور خانقاہ سراجیہ کے احباب کے ساتھ شریک ہیں۔

مولانا حافظ محمد نعیم الحق نعیم

معروف اہل حدیث عالم دین اور ہفت روزہ الاعتصام لاہور کے مدیر مولانا حافظ محمد نعیم الحق نعیم گزشتہ روز ریل کے ایک حادث میں جاں بحق ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا تعلق گو جرانوالہ سے تھا اور ہفت روزہ "الاعتصام" میں کچھ عرصہ سے خدمات سر انجام دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت دیں اور پسمندگان کو صبر جبیل کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یا رب العالمین۔ ہم اس غم میں مرحوم کے اہل خاندان اور ہفت روزہ الاعتصام لاہور کے علمہ کے ساتھ شریک ہیں۔

الشرعیہ کے بارے میں ایک ضروری اعلان

الشرعیہ ملک بھر میں بہت سے احباب کی خدمت میں اعزازی طور پر بھولیا جاتا رہا ہے اور زیر نظر شمارہ سیست سال روائی کے چار شمارے بھی بھولیے گئے ہیں لیکن ادارہ اس سلسلہ کو مزید جاری رکھنے کا مقابلہ نہیں ہے اس لیے اعلان کیا جا رہا ہے کہ چند مخصوص اور محدود شخصیات کے علاوہ آئندہ کسی کو اشرعیہ اعزازی طور پر نہیں بھولیا جائے گا۔ اگر آپ الشریعہ کا مطابعہ جاری رکھنا پڑے ہیں تو سالانہ زرخیز اری بیانیکھصہرو پے بد ریعہ منی آرڈر حافظ محمد عمر خان ناصریہ پر پندرہ روزہ الشریعہ مرکزی جامع مسجد (پوسٹ بکس ۳۳۱) گو جرانوالہ کے ہام ارسال کردیں یا بلا معاوضہ پر چہ حاصل کرنے کی مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کوئی ایک صورت اختیار کر لیں۔

☆ کم از کم پانچ سالانہ خریدار مہیا کر دیں ☆ اپنے حلقہ میں ایکجی قائم کر دیں جو کم از کم پانچ پر چوں پر جاری کی جائے گی۔

☆ کم از کم چھ سو روپے کا اشتخار (نصف اندر و فی عام صافی) مہیا کر دیں۔

اس کے علاوہ کسی دوست کو بلا معاوضہ پر چہ ارسال نہیں کیا جائے گا اور کم مارچ ۱۹۹۶ء کا شمارہ صرف ان حضرات کو بھولیا جائے گا جن کی تحریری اطلاع ۲۳ فروری تک موصول ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نوت : مکمل ذاکر کی طرف سے الشریعہ کی پونٹنگ کا اجازت نامہ ملنے کی وجہ سے گزشتہ ماہ بھی دوپر پے اکٹھے عام نرخ سے پوست کیے گئے تھے اور اس ماہ بھی پہلا پر چہ بروقت چھب پیا تھا مگر اجازت نہ ملنے کی وجہ سے پوست نہ ہو سکا اور اب دونوں پر پے اکٹھے بھولیے گئے ہیں، اس پر ہم قارئین سے معدورت خواہ ہیں۔ آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر ماہ کی ۱۳۰ اور ۱۵۰ اتارنگ کو پر چہ پوست ہو جایا کرے گا۔ (اوارة)

۲۳ مارچ کو راولپنڈی میں کل پاکستان علماء کنوش منعقد ہو گا

علماء کرام اور دینی جماعتیں مجلس عمل علماء اسلام پاکستان سے بھرپور تعاون کریں

مجلس عمل علماء اسلام پاکستان نے ۲۳ مارچ کو راولپنڈی میں کل پاکستان کنوش منعقد کرنے اور امریکی عزائم کے خلاف جدوجہد کو از سرنو منظم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ فیصلہ گزشتہ روز مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں مجلس عمل کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں کیا گیا جو بزرگ عالم دین شیخ الحدیث، مولانا محمد سرفراز خان صدر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں نے شرکت کی اور اس میں ملک کی عمومی صورت حال کا جائزہ لیا گیا اور ملکی معاملات میں امریکی مداخلت کو تمام خرایبوں کی بڑی قرارداد کے ذریعہ کما گیا ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے امریکی استعمار نے پاکستان کے معاملات کو بیدر تج آپنے کشوں میں لینے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور ملک کے مقابلہ پرست طبقات کی مدد سے وہ اپنے اس نئے مقصود میں کامیاب ہو گیا ہے جس کے نتیجے میں ہماری قومی خود مختاری اور ملکی سالیت و وحدت کے لیے شدید خطرات پیدا ہو گئے ہیں اور اس وقت ملک کے تمام دینی حقوق کا بس سے برداشتی فرض یہ ہے کہ وہ امریکی مداخلت اور ملکی مداخلت کے خلاف متحد ہو کر جاد کریں۔ اجلاس سے مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری، مولانا عبدالراشدی، مولانا منظور احمد چنوپی، مفتی جبیب الرحمن درخواستی، مولانا عبد الرؤوف فاروقی، مولانا محمد فیروز خان، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا محمد امین صدر، مولانا اللہ یار راشد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبد الرشید نعمانی اور دیگر راہنماؤں نے خطاب کیا۔ اجلاس میں مولانا عبدالعزیز شیر علی شاہ کی سربراہی میں ایک رابطہ و فدہ تخلیق دیا گیا جو مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے تاکیدیں سے ملاقات کر کے انہیں امریکہ کے خلاف عملی جدوجہد اور ۲۳ مارچ کے راولپنڈی کنوش میں شرکت کے لیے آمادہ کرے گا۔ وفد میں مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری، مولانا عبدالراشدی، مولانا سید امیر حسین گیلانی، مولانا پیر عبد الرحیم نقشبندی، مولانا قاری سعید الرحمن، ڈاکٹر خالد حسین ڈھلوں شامل ہیں۔ اجلاس میں طبقاً کہ ۲۳ مارچ کو راولپنڈی میں مجلس عمل میں شامل جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس ہو گا جبکہ ۲۳ مارچ کو علماء اور دینی کارکنوں کا قومی کارکنوش منعقد ہو گا جس میں امریکی عزائم کے خلاف جدوجہد کے نئے پروگرام کا اعلان کیا جائے گا۔ اجلاس میں ملک بھر میں علماء کرام اور دینی کارکنوں کے خلاف وسیع بیانے پر مقدمات، گرفتاریوں اور پولیس مقابلہ میں انہیں بلاک کرنے کے واقعات کا نوش لیا گیا اور ایک قرارداد میں کما گیا ہے کہ حکومت امریکی ایجنسی کی سمجھیل کرتے ہوئے طے شدہ پروگرام کے مطابق ملک میں دینی قوتوں کو کچھ میں مصروف ہے۔ قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پریم کورٹ کے نجی کی سربراہی میں اعلیٰ سلطنتی عدالتی کمیشن تقرر کیا جائے جو فرقہ وارانہ دہشت گردی کے اسباب و محركات کی نشاندہی کے علاوہ پولیس مقابلوں کے نام سے دینی کارکنوں کے قتل عام اور ملک بھر میں علماء کرام اور دینی کارکنوں کی گرفتاریوں اور مقدمات کا جائزہ لے۔ قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ مولانا علی شیر حیدری اور مولانا محمد اعظم طارق سمیت تمام گرفتار شدہ علماء اور کارکنوں کو رہا کیا جائے۔ اجلاس میں المارت اسلامی افغانستان کی طالبان حکومت کے ساتھ مکمل یک جتنی کا انہصار کرتے ہوئے تمام مسلم حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ طالبان کی جائزہ اور اسلامی حکومت کو تسلیم کیا جائے اور ان کے بارے میں امریکی دیا و کا شکار ہونے کی بجائے حقائق کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے اجلاس میں افغانستان، سوڈان اور عراق پر امریکی حملوں کی شدید نہاد کرتے ہوئے اسے شرمناک غنڈہ گردی قرار دیتے ہوئے عرب حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ غیرت و حیثیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ضمیح عرب سے امریکی افواج کے تکمیل اخلاقی کے لیے مشترکہ لا جنح عمل اختیار کریں۔

بعد ازاں مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں علماء اور کارکنوں کے ایک بھرپور کنوش سے خطاب کرتے ہوئے مجلس عمل کے سربراہ مولانا محمد سرفراز خان صدر نے کہا کہ مغربی ثقافت اور نظریات کی یا لگار سے اپنی نئی نسل کو بچانا اور نوہوanon کے دین و ایمان کی حفاظت کرنا ہماری دینی ذہن و اری ہے اور تمام علماء کرام اور دینی جماعتوں کو اس سلسلہ میں موثر کردار ادا کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں اس وقت سارے فساوی کی جزوی تحریک ہے اور اس کے خلاف جدوجہد بلاشبہ جعلو ہے۔ کنوش سے خطاب کرتے ہوئے انہیں امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری نے کہا کہ علماء کرام اپنے اسلاف کی یاد تازہ کرتے ہوئے ہیں میدان عمل میں نکیں اور بر طانوی استعمار اور روی استعمار کی طرح امریکی استعمار کا بھی پوری جرات اور عزمیت کے ساتھ مقابلہ کریں۔ کنوش میں علماء اور کارکنوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور مختلف جماعتوں کے راہنماؤں نے خطاب کیا۔

قرآن و سنت کی بالادستی کے بارے میں حکومت کی سرو مری افسوسناک ہے۔۔۔۔۔ مولانا فداء الرحمن درخواستی

پاکستان شریعت کو نسل کے امیر مولانا فداء الرحمن درخواستی نے گزشتہ روز کینٹینے سے فون پر کو نسل کے سکرٹری جنرل مولانا عبدالراشدی سے گفتگو کی اور ان سے پاکستان

کے موجودہ حالات کے بارے میں مختلف امور پر تباولہ خیال کیا۔ اس موقع پر انہوں نے قرآن و سنت کی بالادستی کی دستوری ترمیم کے بارے میں بھی دریافت کیا اور اس امر پر انہوں کا انہمار کیا کہ حکومت نے اس معاملے میں سرو مری اختیار کر رکھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شریعت کی حکمرانی اور قرآن و سنت کی بالادستی کے بارے میں پاکستان کے حکمرانوں کا یہیشی کی طرز عمل رہا ہے کہ جب اپنی ضرورت یا مفاد کی بات ہوتی ہے تو اسلام اسلام کا نعروہ لگاتا شروع کر دیتے ہیں لیکن جب وقت گزر جاتا ہے تو پھر اسلام کی فائل ایک طرف پیٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دستوری طور پر قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی تسلیم کے بغیر ملک میں اسلامی قوانین و احکام کی کوئی صفائح نہیں دی جائی اور اس سے قبل ملک میں تاذہ ہونے والے بعض اسلامی احکام بھی صرف اسی وجہ سے تعطیل کا شکار ہیں۔ انہوں نے حکومت اور اپوزیشن سے اپیل کی ہے کہ وہ باہمی تکمیل سے بالاتر ہو کر ملک و قوم کے اجتماعی اور دینی تفہیم کی خاطر قرآن و سنت کی بالادستی کی دستوری ترمیم کو مختف طور پر منظور کریں تا کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ عملنا ہو۔ پاکستان شریعت کو نسل کے سرہا نے کو نسل کی سرگزیموں کے بارے میں بھی تازہ ترین صورت حال معلوم کی اور بتایا کہ وہ فروری کے آخر تک پاکستان واپس پہنچیں گے اور اس کے بعد مرکزی مجلس شوریٰ مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کر کے آئندہ لاحدہ عمل طے کیا جائے گا۔

مجلس عمل علماء اسلام پاکستان دینی قوتوں کے اتحاد کی طرف پیش رفت ہے۔۔۔۔۔ مولانا سید امیر حسین گیلانی

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماؤں اور اسلامی نظریاتی کو نسل کے رکن مولانا سید امیر حسین گیلانی نے تحریث کیا اور انہوں نے پاکستان شریعت کو نسل کے سیکریٹری جنرل مولانا زاہد الرشیدی سے ملاقات کر کے ان سے مجلس عمل علماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس اور کونوشن کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس موقع پر انہوں نے بتایا کہ وہ مجلس عمل کے اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد سے روانہ ہو گئے تھے لیکن راستہ میں تاخیر کی وجہ سے اجلاس میں نہ پہنچ سکے تھے۔ انہوں نے دینی قوتوں کا اتحاد پاکستان کے عوام کی دیرینہ آرزو ہے اور مجلس عمل علماء اسلام پاکستان کا قائم اس کی تکمیل کی طرف ایک اہم پیش رفت ہے۔ اس نے تمام دینی جماعتوں اور علماء کرام کو چاہیے کہ وہ مجلس عمل کو محک اور موثر بنانے کے لیے بھروسہ تھوڑے کم کے حکمران طبقے ملک کے موجودہ نظام کو چانے کے لیے مختلف حریبے استعمال کر رہے ہیں۔ کبھی فوجی عدالتیں قائم کی جاتی ہیں اور کبھی دہشت گردی کی خصوصی عدوں کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی کوشش بھی کامیاب نہیں ہوگی اور ملک میں امن صرف اسلامی نظام کے ذریعہ ہی قائم ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ علماء نے یہی شرکت میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کی ہے اور یہ جدوجہد آئندہ بھی جاری رہے گی۔ مولانا سید امیر حسین گیلانی نے کہا کہ ۲۳ مارچ کو راولپنڈی میں مجلس عمل کے زیر اہتمام منعقد ہونے والا قویٰ کونوشن مجلس عمل کی عملی جدوجہد کا نقطہ آغاز ہو گا اور ملک میں دینی قوتوں کی بیداری اور اتحاد میں اہم کردار ادا کرے گا۔

مسئلہ کشمیر جہاد کے ذریعہ ہی حل ہو گا

کشمیری عوام کے ساتھ یک جتنی کے دن کے موقع پر پاکستان شریعت کو نسل کے زیر اہتمام جامعہ قاسم ناظم گو جرانوالہ میں ایک سیمینار کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت شری امیر مولانا قاری گلزار احمد قاسی نے کی جبکہ مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا زاہد الرشیدی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے اور ممتاز دانشور پروفیسر غلام رسول عدم نے مسئلہ کشمیر کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے اپنی تفصیلی گفتگو میں بتایا کہ کشمیر پر ۵۰ سال تک مسلمانوں کی حکمرانی رہی ہے اس کے بعد تقریباً ۲۷ برس تک اس خط پر حکمران رہے اور پھر انگریزوں نے اس خط کو ڈو گرہ ہندوؤں کے پرداز دیا جو مسلم اکثریت کے اس علاقے پر ایک صدی حکمران رہے، انہوں نے کہا کہ تقریباً ۶۰ برس کے موقع پر ایک سازش اور طے شدہ پلان کے تحت مشرقی چناب کے کچھ علاقے بلا ہوا بھارت کو دلوائے گئے اور اسے کشمیر کا راستہ دے کر کشمیر پر اس کا قبضہ کرایا گیا۔ حالانکہ اس خط میں ۹۰ فی صد مسلمان ہیں اور وہ پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کشمیری عوام کے حق خود ارادت کو نصف صدی سے مسلسل تلا جا رہا ہے اور ہمارے حکمران نما اکرات کے ذریعہ اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا اور صحیح راست وہی ہے جو کشمیری مجددین نے اختیار کیا ہے۔ اس لیے سب لوگوں کو کشمیری مجددین کی بھروسہ ارادت کرنی چاہیے کیونکہ مسئلہ کشمیر جہادی کے ذریعے حل ہو گا۔

ابوعبدیہ اسلامک ٹرست کی لاپسبری کا افتتاح

گزشتہ روز کیافتہ منذ، اردوپ روڈ گو جرانوالہ میں ابو عبدیہ اسلامک ٹرست کے چیئرمین حاجی اقبال احمد خان کی رہائش گاہ پر ٹرست کی لاپسبری کے افتتاح کے سلسلہ میں ایک تقریب ہوئی جس میں پاکستان شریعت کو نسل کے سیکریٹری جنرل مولانا زاہد الرشیدی، مدیر الشریعہ عامر خان راشدی اور معروف قانون و ان میان اطاف الرحمن ایڈووکیٹ کے علاوہ علاقہ کے متعدد معزز حضرات نے بھی شرکت کی۔ حاجی اقبال احمد خان صاحب نے اپنی رہائش گاہ کے ساتھ ایک ہال لاپسبری کے لیے خصوصی کیا ہے اور مدرسہ قاطنہ الزہراء کے نام سے بچیوں کے لیے سکول بھی قائم کیا ہے جس کا آغاز اپریل کے پہلے ہفتے سے ہو رہا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ علاقہ کے زیادہ سے زیادہ لوگ لاپسبری سے استفادہ کریں۔

شامل ترمذی مع اردو ترجمہ و شرح

جانب رسالت ماب ملکہم کے شامل و خصائص پر امام محمد بن میمین بن ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف "شامل ترمذی" علمی حلقوں میں معروف ہے اور مدارس دینیہ کے نصاب میں شامل ہے۔ حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی مدظلہ نے اس کا اردو میں ترجمہ اور تشریح کی ہے اور اس کے ساتھ امام ترمذی کا تعارف، علوم حدیث کے حوالہ سے مفید معلومات اور دیگر ضروری امور بھی شامل کر دیے ہیں۔ زیر نظر مجموعہ اس شرح کا دوسرا حصہ ہے جو سات سو سے زائد پر مشتمل ہے اور اسے عمده کتابت و طباعت اور مضبوط و مزمن جلد کے ساتھ مکتبہ دروس القرآن فاروق شیخ گو جرانوالہ نے شائع کیا ہے۔ اس جلد کی قیمت ایک سو سانچھ روپے ہے۔

خدا کا آخری پیغام

قرآن کریم کی آیات مقدسہ کو انگلش میں مضمین کے حوالہ سے جناب ایم این رضوی نے مرتب کیا ہے اور اس مجموعہ کو میں الاقوای اسلام آباد کے اسلامک رسیج انسٹی ٹیوٹ پریس (پریس بکس ۱۰۳۵) نے شائع کیا ہے۔ یہ انگلش زبان میں قرآنی مضمین کو پیش کرنے کی اچھی کوشش ہے مگر آیات قرآنی کا صرف ترجمہ پیش کیا گیا ہے اور آیات کا متن ساتھ شامل نہیں ہے جو ہمارے خیال میں محل نظر ہے کیونکہ فقہاء کرام نے متن کے بغیر قرآن کریم کے صرف ترجمے کو کسی بھی زبان میں شائع کرنے سے منع کیا ہے اور اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ متن کے بغیر خالی ترجمہ میں تحریف کے امکانات زیاد ہوتے ہیں اس لیے مناسب ہو گا کہ اکلی اشاعت میں ترجمے کے ساتھ آیات کا متن بھی شامل کر دیا جائے تا کہ یہ اشکال باقی نہ رہے۔ یہ مجموعہ بڑے سائز کے ایک سو چونٹھے صفحات پر مشتمل ہے جس پر قیمت درج نہیں ہے اور اسے جناب ایم این رضوی مکان B/24 گلی ۱۷ ایف سیون ٹو اسلام آباد سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

مولانا عبد اللہ سندھی کی سرگزشت کامل

تحریک آزادی کے ممتاز رہنماؤں اور حضرت شیخ اللہ مولانا محمود حسنؒ کے رفق خاص حضرت مولانا عبد اللہ سندھیؒ، حضرت شیخ اللہؒ کے حکم پر کامل گئے اور وہاں پہنچ کر تحریک آزادی کو پروان چڑھانے کے لیے دنیا بھر سے رابطے کیے، ان کے کامل کے قیام کے واقعات کو ان کے رفق مولانا عبد اللہ لغاریؒ نے مرتب کیا ہے اور دارالکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔ صفحات ۲۶۲ میں قیمت ۱۳۰ روپے ہے۔

مکاتیب مولانا عبد اللہ سندھی

حضرت مولانا عبد اللہ سندھیؒ کی مختلف تحریرات کو جن میں بعض شخصیات کے ہام خطوط کے علاوہ کچھ کتابوں کے بارے میں ان کی رائے اور چند اہم اعلانات بھی شامل ہیں۔ محترم ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری نے زیر نظر مجموعہ میں مرتب کر دیا ہے اور محمود اکڈی ی عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور نے اسے شائع کیا ہے۔ صفحات ۲۶۲ میں قیمت ایک سو میں روپے ہے۔

سوائی عرفان

تحریک خلافت میں مولانا محمد علی جوہرؒ کے ساتھ ان کے ایک سرگرم رفق کارک طور پر مولانا ابوالعارف عرفانؒ کا نام بھی تاریخ کے صفحات میں نہیں ہے۔ جو آل ائمہ خلافت کمیٹی کے سیکرٹری اور جمیعت علماء ہند کے ناظم رہے ہیں۔ موصوف ہزارہ کے رہنے والے تھے مگر علی برادران کے ساتھ اس طرح شیر و شکر ہو گئے کہ انہیں مولانا جوہرؒ کے خاندان کا ایک فرد سمجھا جانے لگا۔ ان کی زندگی کے حالات اور تک و دو کے مختلف واقعات کو جناب داؤد کوثر نے اپنے ذوق کے ساتھ مرتب کیا ہے اور اس کے ساتھ اس دور کے دیگر بہت سے اہم واقعات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ صفحات تین سو سے زائد کتابت و طباعت گوارا قیمت ایک سو باون روپے۔ مٹے کا پتہ "ادارہ فروع ادب منصور نگر حدو بانڈی مانسرو، ہزارہ۔"

آپ اسلام کے مخالفین کے خلاف جماو کر رہے ہیں

"الشريعة" کے بارے میں مختلف دوستوں کے خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں جن میں حوصلہ افزائی کے ساتھ تجویز بھی ہوتی ہیں۔ بعض احباب کا تقاضہ ہے کہ ان میں سے اہم خطوط قارئین کی خدمت میں پیش کیے جائیں۔ چنانچہ بعض خطوط کے اقتباسات درج ذیل ہیں۔ (ادارہ)

محترم حمزہ صاحب ممبر قوی اسمبلی

الحمد لله آپ نے بیٹے کو بھی اس کارخانے میں شامل کر لیا ہے۔ والدگرائی کی سرگرمی آپ کو نصیب ہے، آپ کی تحریر سے مکمل دینی الاقوامی حالات سے واقفیت کا تاثر ملتا ہے۔ مطالعہ و تحقیق کا دارہ وسیع کرتے جائیں۔

مولانا تاریخ شید احمد قادری پسروی

الشريعة کی پندرہ روزہ اشاعت اور پھر انٹرنیٹ پر اشاعت پر دلی مبارک باد قبول فرمائیں۔ میرے خیال میں ہمارے مکمل دینی جرائد میں یہ اعزاز صرف الشريعة کو حاصل ہوا ہے۔ "دری آید درست آید" کا محاورہ تو ساتھا لکھن یہ تو "دری آید ذی شان آید" ہے۔ اللہ کرم اس اعزاز کو الشريعة کے اهداف کے حصول میں مکمل کامیابی کا ذریعہ بنائیں۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی صوبائی وزیر سوشل ویلفیر

آپ کا پندرہ روزہ رسالہ الشريعة موصول ہوا، پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ میں شکرگزار ہوں کہ آپ یہ جملوں کر رہے ہیں۔ اسلام کے ان مخالفین کے ساتھ جو ملک میں اپنی اشاعت کے ذریعہ بے ہو دی گی پھیلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا کرے۔

ڈاکٹر سفیر اختر، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی استڈیز اسلام آباد

پندرہ روزہ الشريعة کے دو شمارے دیکھئے، پندرہ آئے، مگر ہمارے ہاں لکھنے والوں اور سلیمانی سے لکھنے والوں کا جو قحط ہے اس میں آپ کس طرح وقوع تحریریں حاصل کر سکیں گے؟ یہ مسئلہ ہے، مگر آپ کی ہمت سے توقع ہے کہ ان شاء اللہ "الشريعة" اپنے قارئین کو مایوس نہ کرے گا۔

جناب جمیل حضری، چیف ایڈیٹر، ہفت روزہ حضری، لاہور

شمارہ ۱ و ۲ موصول ہوئے، پڑھئے، الحمد للہ کپوزنگ صاف تحری، مضامین میں مکمل سٹپ سے لے کر دینی الاقوامی سطح تک قلم اٹھایا ہے جس میں مذہبی، سماجی، ختم بوت جیسے مسائل کو اولیت دی گئی اس سے استفادہ کرے گا۔ اسلوب عام فرم ہے۔

الشريعة کمپوزنگ گوجرانوالہ	مناسب نرخ	معیاری کام
پوسٹ بکس نمبر 331 - گوجرانوالہ پاکستان۔ فون: 0431-219663		

زیر سرپرستی :
 شیخ الحدیث حضرت مولانا
 محمد سرفراز خان صدر دامت برکاتہم
 زیر نگرانی : مولانا زاہد الرashedی

الشريعة اکيدهٰ

مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

گزرنے والے دس سال سے اسلام کے غلبہ و نفاذ کے لیے علمی و فلکی مجاز پر مصروف کارہے اور اب ہاشمی کالونی کنگنی والا جیلی روڈ گوجرانوالہ میں جگہ حاصل کر کے مستقل مرکزی تعمیر کا پروگرام طے پائیا ہے جس کی تعمیر کا آغاز رمضان المبارک کے بعد کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

خصوصی اهداف

..... اسلام کی دعوت و تبلیغ، اسلامی نظام کے تعارف و تشریح اور مختلف حلقوں کے اعتراضات و شہمات کے ازالہ کے لیے پندرہ روزہ الشريعة، دیگر ضروری لیٹرچر اور مجلس و اجتماعات کے ذریعہ مسلسل جدوجہد

..... ☆ پرائمری پاس طلبہ کے لیے حفظ قرآن کریم کی پانچ سالہ کالاس، جس میں قرآن کریم حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ عربی گرامر کے ساتھ قرآن کریم کا مکمل ترجمہ اور میزركی تیاری شامل ہو گی۔ اس کالاس کا آغاز اسی سال رمضان المبارک کے بعد کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اور اس میں صرف مقامی طلبہ شریک ہو سکیں گے۔

..... ☆ درس نظامی کے فضلاء کے لیے دو سالہ خصوصی کورس جس میں امیں تقابل اولی، تقابل مذاہب، مغرب کے سیکولر فلسفہ، اسلامی نظام، تاریخ اسلام، عربی، انگلش اور دیگر ضروری مضامین کے علاوہ میزركیا ایف اے کی تیاری کرائی جائے گی اور مطالعہ و تحقیق اور خطابت و تحریر کی شن کرائی جائے گی اور یہ کورس اگلے سال شوال ۱۴۲۰ھ میں شروع ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

محمد اللہ تعالیٰ انٹرنیٹ پر الشريعة کا آغاز ہو گیا ہے جس کے تحت پندرہ روزہ اردو و میگزین کے علاوہ مہانت انگلش ایڈیشن بھی ویب سائٹ <http://www.ummah.net/al-sharia> پر پڑھا جا سکتا ہے۔

الشريعة اکيدهٰ کا کوئی مستقل ذریعہ آمد نہیں ہے اور اس کے تمام اخراجات اصحاب خیر کے رضا کارانہ تعاون کے ساتھ پورے ہوتے ہیں اس لیے اصحاب خیر سے اپیل ہے کہ وہند کو رہ بالا مقاصد کے لیے فراخ دلی کے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔ بالخصوص ہاشمی کالونی میں مرکز کی تعمیر میں جس میں ایک خوبصورت مسجد بھی شامل ہے، بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے ذخیرہ آخرت میں اضافہ کریں۔

نوٹ: الشريعة اکيدهٰ کے لیے عطیات اکاؤنٹ نمبر 1260 جیب بینک لمینڈ بازار تھانیوالا گوجرانوالہ کے ذریعہ بھجوائے جا سکتے ہیں۔

منجذب : حافظ محمد عمار خان ناصر ڈائریکٹر الشريعة اکيدهٰ مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

پوسٹ بکس 331 - فون و فیکس : 0431-219663 - ای میل : alsharia@paknet4.ptc.pk

بھی ہوئے لوگوں کی راہ نمائی، و کھلی انسانیت کی خدمت اور نادار لوگوں سے تعاون
رسول اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ اور اسلامی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے

Care Link کیر لینک

کا قیام اسی مقصد کے لیے عمل میں لایا گیا ہے اور ہمارے بنیادی اہداف یہ ہیں

علم کا ذوق پیدا کیا جائے اور اس کے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

اپنے حقوق کے تحفظ اور دوسروں کے حقوق کی اوائیگی کا احساس پیدا کیا جائے۔

معدود اور نادار لوگوں کا ہاتھ بٹایا جائے اور عام لوگوں کو ان کے مسائل و مشکلات کے حل میں تعاون فراہم کیا جائے۔

بنیکی اور اخلاق حسن کے فروغ اور برے اخلاق و عادات سے گلوخلاصی کے لیے لوگوں کو تیار کیا جائے۔

لوگوں میں اچھے انسان اور باشور شری کی زندگی کا شعور اجائر کیا جائے۔

○ ان مقاصد کے لیے ہم آپ سب دوستوں سے تعاون کے خواستگار ہیں ○

منجانب : رفعت لودھی، فیض اللہ خان، محمد سلیمان خان و دیگر ارکان کیر لینک۔ لندن

رالیٹ کے لیے